http://www. Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۸ | ۲۱ تا ۲۷ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۳ تا ۹ ستمبر ۱۹۹۹ء | شمارہ نمبر ۱۵

مغربی ممالک اور پرسنل لا

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے خدائی

حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی بھی رخصت ہو گئے

مسئلہ نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام

مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کا تدریجی ارتقاء

آنکھوں کا عطیہ کیوں ناجائز ہے، جبکہ انسان قبرستان میں گل سڑ جاتا ہے:

س:..... آنکھوں کے عطیہ کے بارے میں آپ نے جس رائے کا اظہار کیا میں اس سے پوری طرح مطمئن ہوں لیکن چند الجھنیں ذہن میں پیدا ہوتی ہیں' جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قبر میں جانے کے ایک سال کے بعد انسان کا سارا کا سارا جسم ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی زمین میں جو کیمیکل ہوتے ہیں انسان کا جسم ان میں مل جاتا ہے بس انسان کی روح جو ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتی ہے قبر میں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے اور مسلمانوں کے ہاں یہ بھی ہوتا ہے کہ قبرستان کی ایک حد ہوتی ہے اس کے بعد اس قبرستان کو ختم کر دیا جاتا ہے اور اس کے اوپر دوسری قبر بنادی جاتی ہے۔ اس لئے اگر آنکھوں کو مرنے کے بعد کسی زندہ شخص کو دے دیا جائے تو کیا حرج ہے؟ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ زمین میں پگھلے ہوئے انسان کو دوسری زندگی عطا کریں گے تو کیا آنکھوں کے عطیہ سے محروم کر دیں گے؟ (نعوذ باللہ)

ج:..... جی ہاں! قانون یہی ہے کہ جو چیز بااختیار خود ضائع کی ہو وہ نہ دی جائے۔ ویسے اللہ تعالیٰ کسی کا گناہ معاف کر دیں یا گناہ کی سزا دے کر وہ چیز عطا کر دیں اس میں کسی کو کیا اعتراض؟ مگر ہم تو قانون الٰہی کے پابند ہیں۔ اس جرأت پر اپنی آنکھیں پھوڑ لینا کہ اللہ تعالیٰ اور دے دے گا' حماقت ہے۔ باقی یہ خیال غلط ہے کہ قبر میں جسم بالکل معدوم ہو جاتا ہے جسم مٹی بن جاتا ہے اور مٹی کے ان ذرات کے ساتھ (خواہ وہ کہیں کے کہیں منتشر ہو جائیں) روح کا تعلق باقی رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے برزخ میں (یعنی روز محشر سے پہلے) عذاب و راحت کا سلسلہ رہتا ہے۔

گھوڑا' خچر اور کبوتر کا شرعی حکم:

س:..... مندرجہ ذیل جانوروں کا گوشت حلال ہے یا حرام؟ شرعی نقطہ نگاہ سے پوری وضاحت فرمائیں۔ گدھا' خچر' گھوڑا اور کبوتر جو گھروں میں پالے جاتے ہیں' بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ جنگلی کبوتر حلال ہے اور گھریلو کبوتر سید ہے' اس کی کیا حقیقت ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے؟

ج:..... گدھا اور خچر حرام ہیں' کبوتر حلال ہے خواہ جنگلی ہو یا گھریلو اور گھوڑے کے بارے میں فقہائے امت کا اختلاف ہے' امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حلال نہیں' جمہور ائمہ کے نزدیک حلال ہے۔

خرگوش حلال ہے:

س:..... خرگوش حرام ہے یا حلال؟ جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خرگوش بالکل چوہے کی شکل کا ہے' اور اس کی عادتیں بھی چوہے سے ملتی ہیں یعنی ہاتھوں سے چیزیں پکڑ کر کھاتا ہے' پاؤں کی مشابہت بھی حرام جانوروں سے ملتی جلتی ہے اور بل' بنا کر رہتا ہے۔ اس لئے حرام ہے تو اس کے متعلق وضاحت فرمائیں؟

ج:..... خرگوش حلال ہے۔ حرام جانوروں سے اس کی مشابہت نہیں ہے' اس مسئلہ پر ائمہ اربعہ کا کوئی اختلاف نہیں۔

گدھی کا دودھ حرام ہے:

س:..... آج کل ہمارے یہاں جس کسی کو کالی کھانسی ہو جاتی ہے تو اسے گدھی کا دودھ پینے کا مشورہ دیا جاتا ہے اور بہت سے لوگ ایسا کر گزرتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے مذہب میں گدھی کا دودھ پینا تو حرام ہے پھر کیا بطور دوائی اس کا استعمال حلال ہو جاتا ہے؟

ج:..... گدھی کا دودھ حرام ہے اور دوائی کے طور پر بھی پر اس کا استعمال درست نہیں جبکہ حلال دوائی سے علاج ہو سکتا ہے۔

کم عمر جانور ذبح کرنا جائز ہے:

س:..... اگر گھر میں بکرے اور بکریاں پلی ہوئی ہیں جن کی عمر چار ماہ اور چھ ماہ تک ہو یعنی دوانتے بڑے نہ ہوں جن کو کاٹ کر کھایا جاتا ہو۔ اگر بیمار ہو جاتے ہیں یا غلطی سے کوئی ایسی چیز کھا جاتے ہیں کہ اب ان کا بچ جانا مشکل ہو تو کیا ایسی صورت میں ان کو کاٹ کر کھانا جائز ہو گا یا ناجائز؟ ضرور لکھیے۔

ج:..... ان کو شرعی طریقہ سے ذبح کرکے کھانا بلاشبہ جائز ہے

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

جلد ۱۸ | ۲۱ تا ۲۷ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۳ تا ۹ ستمبر ۱۹۹۹ء | شمارہ ۱۵

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مولانا محمد علی جالندھریؒ

مولانا لال حسین اخترؒ

مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

مولانا محمد حیاتؒ

مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا عبدالرحیم اشعر

مولانا مفتی محمد جمیل خان

مولانا نذیر احمد تونسوی

مولانا سعید احمد جلالپوری

مولانا منظور احمد الحسینی

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

قانونی مشیر

حشمت حبیب ایڈووکیٹ

ڈائیکٹل و تزئین

ارشد خرم

کمپیوٹر کمپوزنگ

فیصل عرفان

اس شمارے میں

1

☜		(اداریہ)	4
☜	مغربی ممالک اور مسلم پرسنل لاء	(مولانا زاہد الراشدی)	6
☜	حضرت مولانا محمد علی مونگیری اور قادیانیت	(جناب محمد صدیق فضل)	9
☜	مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے خدائی	(مولانا منظور احمد بجوی)	10
☜	مسئلہ نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام	(مولانا خلیل الرحمٰن قادری)	15
☜	اسلام کی خصوصیات	(خواجہ عطاء اللہ مومن)	20
☜	شان امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم	(مولانا محمد ہارون)	23
☜	خلفائے راشدین اور اسلام کا استحکام	(محمد سعید علوی)	25

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحارین، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۵ روپے، سالانہ: ۲۵۰ روپے، ششماہی: ۱۲۵ روپے، سہ ماہی: ۷۵ روپے

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بنک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۲۸۷/۹ کراچی سے (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ، ملتان

فون ۵۱۴۱۲۲، ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی بھی رخصت ہوگئے

عالم جلیل ٬محدث کبیر ٬محقق وبہترین نقاد ٬فقہ حنفی کے ماہر استادالحدیث حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب گزشتہ دنوں دار فنا سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب ۱۸/ذی قعدہ ۱۳۳۳ھ کو جے پور راجستھان میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ انوار محمدی میں ابتدائی کتابیں پڑھیں اور منشی ارشاد علی سے فارسی کی تکمیل کی اور میزان الصرف سے لے کر مشکوٰۃ شریف ٬مدرسہ تعلیم الاسلام اجمیر میں پڑھیں۔ آپ کے اساتذہ میں منشی عبدالقیوم اور حضرت مولانا قدیر بخش رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں ٬پھر دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ تشریف لے گئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا حیدر حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث شریف کی اکثر کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد اپنے بڑے بھائی مولانا محمود حسن صاحب ٹونکی کی نگرانی میں کام شروع کیا اور تدوین معجم المصنفین میں استاد کی معاونت کی۔ ۱۹۴۳ء٬ ۱۹۴۸ء تک آپ کی علمی صلاحیت کی وجہ سے آپ کو ندوۃ المصنفین کا ممبر مقرر کیا گیا ٬اس دوران آپ نے ''لغات القرآن'' کے نام سے کتاب تصنیف فرمائی۔ بعد ازاں پاکستان ہجرت کی اور دارالعلوم ٹنڈو آلہ یار میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ یہاں پر آپ کو حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی ٬شیخ کامل حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری ٬حضرت علامہ مولانا بدر عالم میرٹھی اور محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہم اللہ سے استفادہ کا موقع بھی ملا۔ جب حضرت اقدس محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ عربیہ کے نام سے نیو ٹاؤن میں مدرسہ قائم کیا تو آپ یہاں تشریف لے آئے اور احادیث کی کتابوں کا درس دینے لگے۔ اس کے بعد جامعہ اسلامیہ بہاولپور تشریف لے گئے اور پندرہ سال کے قریب وہاں تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر دوبارہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن تشریف لا کر شعبہ مجلس دعوت و تحقیق اسلامی اور دار التصنیف سے منسلک ہوگئے اور آپ کو شعبہ تخصص فی الحدیث کا نگراں بھی مقرر کیا گیا ٬جہاں سے بے شمار طلبا نے تخصص فی الحدیث کی سند حاصل کی۔ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوری اور مفتی احمد الرحمٰن رحمہم اللہ کے زمانہ تک جامعہ بنوری ٹاؤن میں آپ خدمات انجام دیتے رہے بعد ازاں ضعف کی وجہ سے سبکدوشی حاصل کرلی۔ آخری زمانہ میں ڈاکٹر امجد صاحب کے اصرار پر مدرسہ عائشہ للبنات میں بخاری شریف کا درس دیتے رہے ٬اس کے ساتھ اپنا تصنیفی مشغلہ بھی جاری رکھا ٬آپ کی مشہور کتب :

''لغات القرآن مع فہرس الالفاظ ٬امام ابن ماجہ اور علم حدیث ٬تمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ ٬التعلیقات علی ذب ذبابات الدراسات ٬التعلیقات علی الدراسات ٬التعلیق القویم علی مقدمۃ الکتاب التعلیم ٬ قابل ذکر ہیں۔''

جن سے بہت سے علمأ کرام نے استفادہ کیا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے گہرے روحانی تعلق کی بنا پر آپ نعمانی کی نسبت کا لاحقہ نام کے ساتھ لگاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب ٬حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور ختم نبوت کے تمام کارکن آپ کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

مولانا عبید اللہ چترالی کی شہادت

جمعیت علما اسلام صوبہ سرحد کے عظیم قائد شمالی علاقہ جات کو آغا خانی ریاست سے بچانے والے "محسن چترال" مولانا عبید اللہ چترالی کو شہید کر دیا گیا۔ ان کے ہمراہ ان کے بھتیجے بھی تھے' قتل کرنے والے کو اس کے بھائی نے فوری طور پر گولی مار دی تاکہ لیاقت علی خان کے قتل کی سازش کی طرح مولانا عبید اللہ چترالی کی شہادت بھی کبھی بے نقاب نہ ہو سکے بلکہ لیاقت علی خان لاوارث تھے اور مسلم لیگ ان کے قتل پر خوش و فرحان تھی اس لئے تمام تر کوششوں کے باوجود آج تک ان کے قاتل نہ ملے بلکہ مولانا عبید اللہ چترالی کی روحانی اولاد اپنے شیخ کو لاوارث ہونے نہیں دے گی۔ چترال کا ایک ایک شخص مولانا مرحوم کا روحانی فرزند ہے' ان کے ہزاروں شاگرد ان کے جانشین اور ان کے مشن کے امین ہیں۔ آغا خانی اگر یہ سمجھتے ہیں کہ مولانا کو شہید کر کے وہ چترال اور گلگت کو آغا خانی ریاست بنا دیں گے تو یہ ان کی بھول ہے۔ قادیانی امریکہ' برطانیہ اور مغرب کی تمام تر سرپرستی اور اپنے وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی کی محنت و کوشش' فوجی کمانڈروں کی تائید اور حمایت کے باوجود اگر پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ نہیں بنا سکے۔ بلوچستان میں اپنی حکومت قائم نہیں کر سکے تو آغا خانیوں کو کس طرح کامیاب ہونے دیا جائے گا۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مولانا عبید اللہ چترالی کو آغا خانیوں نے شہید کیا ہے اگر حکومت نے ان کے اصل قاتلوں اور آغا خانیوں کے سرکردہ لوگوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا نہ دی اور آغا خانیوں کو لگام نہ دیا تو پھر چترال میں آغا خانیوں کے خلاف مسلمان جہاد کریں گے۔ اس لئے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر آغا خان فاؤنڈیشن کی سرگرمیوں کو معطل کر کے اس کے کردار کی تحقیق کرے اور شمالی علاقہ جات کی حساسیت کے پیش نظر وہاں سے آغا خانیوں کا انخلا کر کے اس کو پورے ملک میں آباد کرے۔

مولانا مفتی ولی درویش کی رحلت

ہمارے استاد محترم جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاد تفسیر و فقہ' شعبہ تخصص کے نگران مولانا مفتی ولی درویش قندھار میں دل کا دورہ پڑنے سے جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا مفتی ولی درویش نے بڑی عمر میں نوکری چھوڑ کر علم دین کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری' حضرت مولانا فضل محمد سواتی' حضرت مولانا مفتی ولی حسن' حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن' حضرت مولانا سید مصباح اللہ شاہ' حضرت مولانا بدیع الزمان' حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہم اللہ سے خصوصی تعلق تھا۔ مولانا حبیب اللہ مختار' مولانا محمد امین' مفتی عبد السلام اور مفتی نظام الدین شامزئی کی معیت میں تحقیق کی خدمات انجام دیں۔ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں آپ کی خدمات سے آپ کے ہزاروں شاگرد شاہد ہیں۔ جہاد افغانستان کے آغاز سے ہی جہاد سے متعلق تھے۔ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مجاہدین کی پہلی کھیپ کے ساتھ افغانستان تشریف لے گئے ٹریننگ حاصل کی اور کئی محاذوں پر داد شجاعت دی۔ اکثر طالبان تحریک کے ساتھ تو بہت گہرا تعلق تھا۔ کابل فتح کے وقت جلال آباد تشریف رکھتے تھے پھر کابل تشریف لے گئے اور دیگر فتوحات میں شریک رہے۔ اب بھی ششماہی امتحان کے سلسلے میں قندھار تشریف لے گئے اور یوں پاک اور جہادی سرزمین میں سفر آخرت کے لئے روانہ ہو گئے اس سے زیادہ اور خوشی کیا ہو گی کہ قیامت کے دن شہدا کے زمرے سے اٹھیں گے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا ولی درویشؒ کے درجات عالیہ بلند فرمائے۔ (آمین)

حضرت امیر مرکزیہ شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب' نائب امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور تمام جاں نثاران ختم نبوت مولانا مرحوم کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات عالیہ بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

مغربی ممالک اور مسلم پرسنل لاء

۸/ اگست کو برمنگھم کی مرکزی جامع مسجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چودھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں نے روایتی جوش و جذبہ کے ساتھ شرکت کی اور مختلف ممالک سے سرکردہ علماً کرام نے اس میں خطاب کیا۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں میانوالی نے کی اور خطاب کرنے والوں میں پاکستان سے پاکستان شریعت کونسل کے امیر مولانا فداالرحمن درخواستی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، صاحبزادہ طارق محمود، مفتی محمد جمیل خان، جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے راہنما مولانا اشرف علی و مولانا قاری خلیل احمد بندھانی، جمعیت علماً اسلام پاکستان کے سیکریٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری و ڈاکٹر خالد محمود سومرو، بھارت سے جمعیت علماً ہند کے سربراہ مولانا سید اسعد مدنی، بنگلہ دیش سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری جنرل مولانا نورالاسلام، بیلجیئم سے حاجی عبدالحمید اور جرمنی سے مولانا مشتاق الرحمن بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مقررین نے خطاب کیا اور راقم الحروف نے بھی کچھ معروضات پیش کیں۔ کانفرنس میں حسب روایت مقررین اور حاضرین نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدۂ ختم نبوت کے ساتھ جذباتی وابستگی اور وفاداری کا اظہار کیا اور منکرین ختم نبوت کے تعاقب کے عزم کی تجدید کی البتہ اس دفعہ ایک نئی بات دیکھنے میں آئی اور آج کی مجلس میں اس میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ ہے سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس کے نام برطانیہ کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر کا خصوصی پیغام، جو ان کے اپنے نمائندہ نے کانفرنس میں پڑھ کر سنایا اور ہاؤس آف لارڈز کے مسلمان ممبر لارڈ نذیر احمد کا خطاب، جس میں انہوں نے برطانیہ میں رہنے والے مسلمانوں کے مختلف مسائل پر اظہار خیال کیا۔ اس سے قبل لندن

مولانا زاہد الراشدی

میں منعقد ہونے والے قادیانیوں کے سالانہ عالمی اجتماع کے نام وزیراعظم برطانیہ جناب ٹونی بلیئر کا پیغام منظر عام پر آچکا تھا اور اس میں جماعت احمدیہ کی حمایت جاری رکھنے کا اظہار بطور خاص مسلمان حلقوں میں زیر بحث تھا، راقم الحروف نے بھی ختم نبوت کانفرنس میں اپنے خطاب میں اس پیغام کا ذکر کیا اور اس کے حوالہ سے قادیانیوں کی حمایت میں حکومت برطانیہ کی ماضی اور حال کی حمایت کی تفصیلات بیان کیں، جن میں قادیانیوں کے بارے میں حکومت پاکستان کے آئینی و قانونی اقدامات کو واپس لینے کے لئے حکومت برطانیہ کا مسلسل دباؤ بھی شامل ہے۔

اس پس منظر میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر برائے نسلی مساوات مسٹر مائیک روبرائن کا خصوصی پیغام توجہ کے ساتھ سنایا گیا جو ان کے نمائندہ "مسٹر فلپس کولیکن" نے کانفرنس میں پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے برطانوی معاشرہ میں مختلف امور کے حوالہ سے مسلمانوں کے اجتماعی کردار کا ذکر کیا اور اپنی حکومت کی طرف سے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ مسلمانوں کے مسائل سے واقفیت حاصل رکھنا چاہتے ہیں تاکہ انہیں حل کرنے کی کوشش کی جا سکے۔ انہوں نے تعلیم، صحت اور معیشت کے شعبوں میں صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے مسلمان دانشوروں سے تجاویز بھیجنے کے لئے کہا اور جبری شادیوں کی روک تھام کے لئے برطانوی حکومت کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں سے اس سلسلہ میں تعاون کی اپیل کی جبکہ اس کے جواب میں مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے سیکریٹری جنرل جناب طٰہٰ قریشی نے اپنے خطاب میں حکومت برطانیہ کو یقین دلایا کہ مجلس قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس سلسلہ میں ہر ممکن تعاون کرے گی۔

لارڈ نذیر احمد نے اپنے خطاب میں مسلمانوں کو تعلیم، میڈیا اور خاندانی نظام کے شعبوں میں درپیش مسائل کا بطور خاص ذکر کیا اور کانفرنس کے شرکاً کو اس ضمن میں اپنی ان کوششوں سے آگاہ کیا جو وہ لارڈ بننے کے بعد سے مسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مسلمان کمیونٹی اور اس کے راہنماؤں پر زور دیا کہ وہ اپنے جائز حقوق کے حصول کے لئے منظم جدوجہد کریں اور عملی سیاست میں بھرپور کردار ادا کریں کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنے معاملات کو بہتر طور پر حل نہیں کر پائیں گے۔

باقی صلا۲ پر

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت

محمد صدیق فضل

تیرھویں صدی ہجری اور انیسویں صدی عیسوی پورے عالم اسلام میں سیاسی زوال اور فکری اضمحلال کی صدی ہے' اسی صدی میں عالم اسلام کے نہایت اہم زرخیز و مردم خیز ملک مغربی اقوام کے غلام بنے ہر جگہ اسلامی تہذیب اور اسلامی علوم کو موت و زیست کی کشمکش سے سابقہ پڑا' عالم اسلام میں نئے نئے دینی فتنے' گمراہ کن تحریکیں' یہاں تک کہ مدعی نبوت تک پیدا ہوئے۔ نظام تعلیم نے جو خالص مادی بنیادوں پر قائم تھا سارے اسلامی ممالک پر اپنا سایہ پھیلایا' عالم اسلام کے یہ حالات اس بات کے لئے بالکل کافی تھے کہ ذہانت و جرأت کے سب سوتے خشک اور اسلامی فکر و جبلت کا درخت خزاں رسیدہ اور بے برگ و بار ہو جائے' لیکن قدرت الٰہی کی عجب کرشمہ سازی ہے کہ جیسا کہ اس سے پہلے بھی کئی بار ہوا ہے' اسی صدی میں عالم اسلام میں متعدد ایسی شخصیتیں پیدا ہوئیں جو اپنے افکار و خیالات' اپنی خداداد صلاحیتوں' اپنے جوہر و استعداد اور اپنے علمی و ذہنی کمالات کے لحاظ سے کسی طرح اس دور انحطاط کی پیداوار نہیں معلوم ہوتے' اس دور کی انہیں یگانہ شخصیتوں میں ایک مولانا سید محمد علی مونگیری کی ذات بھی ہے جو جامعیت و توازن کا ایک ایسا نادر مرقع ہے' جس کی مثال اس دور میں مشکل سے ملے گی۔ للہیت و ربانیت' عشق و خدا مستی' کمال اتباع' سنت و فنائیت فی الرسول' اسلام کے لئے دلسوزی اور امت کی فکر اور تمام محمودہ صفات کے حامل تھے۔

مولانا سید محمد علی مونگیریؒ نے ندوۃ العلماء جیسی عہد آفریں اور مجتہدانہ تحریک نیز' سلوک و ارشاد' تزکیہ و تربیت' قادیانیت اور عیسائیت کے رد و استیصال اور اپنی مختلف دینی اور دعوتی خدمات کے ذریعہ ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں جو اہم جگہ حاصل کی ہے وہ کسی خاندانی رشتہ اور تاریخی پس منظر کی مرہون منت نہیں' لیکن مولانا کے اس رتبہ بلند میں ان کی عالی نسبی نے اور اضافہ کر دیا ہے اور اپنے تمام کمالات اور خصوصیات کے ساتھ خاندان نبوت سے تعلق رکھتے تھے ان کا سلسلہ نسب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے جس عمر میں سوائے درس اور تفریح کے طالب علموں کو عموماً کسی اور چیز کی طرف توجہ نہیں ہوتی' مولاناؒ کے اندر اہل حق کی جستجو اور طلب صادق پورے طور پر موجود تھی' حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ' مولانا شاہ کرامت علیؒ کے بعد مولانا فضل الرحمنؒ گنج مراد آبادی کی خدمت میں رہے اور حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی کی نگاہ نے ان کو روحانی بلندی اور کمال کے اس مرتبہ پر پہنچایا جو بعض اوقات طویل مجاہدات اور ریاضتوں کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتا اور انہوں نے بیعت کی اجازت بھی دی۔ حضرت مولاناؒ کی پوری زندگی دین کی اشاعت اور اس کے مخالفوں کا قلع قمع کرنے میں گزری' حضرت مولانا محمد علیؒ کا ایک اہم کارنامہ جس کے ذکر کے بغیر ان کی تاریخ نامکمل رہے گی قادیانیت کا مقابلہ اور اس کی سرکوبی ہے' انہوں نے اس کے لئے اپنی پوری قوت صرف کر دی اور جب تک اس مہم میں کامیاب نہ ہوئے اطمینان کی سانس نہ لی' انہوں نے قادیانیت کی تردید میں سو سے زائد کتابیں اور رسائل تصنیف کئے' جس میں صرف چالیس کتابیں ان کے نام سے طبع ہوئیں اور بقیہ دوسرے نام سے۔ انہوں نے اس کو وقت کا افضل ترین جہاد قرار دیا اور اس کے لئے لوگوں کو ہر قسم کی کوشش اور قربانی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی' ان کی کوششوں سے بہار جس پر قادیانیوں نے اس زمانے میں بھرپور حملہ کیا تھا

اور بڑی تعداد میں مسلمان اس کا شکار ہو رہے تھے' اس خطرے سے محفوظ ہو گیا اور ہندوستان کے اور دوسرے علاقوں میں جہاں کہیں مولاناؒ کی تصنیفات پہنچیں یا مولاناؒ کے مبلغین پہنچے قادیانیت کے قدم اکھڑ گئے اور ہزاروں اور لاکھوں مسلمان اس سے محفوظ ہو گئے۔ قادیانیت کے متعلق ایک بڑا مغالطہ جس میں عام مسلمانوں کے علاوہ اچھے خاصے ممتاز اور ذہین افراد بھی بعض اوقات گرفتار نظر آتے ہیں یہ ہے کہ وہ قادیانیت پر ایک گمراہ فرقہ (فرقہ ضالہ) کی حیثیت سے غور کرتے ہیں اور پھر قدرتی طور پر اسی لحاظ سے اس کے نتائج و مضمرات کا اندازہ لگاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ قادیانیت بھی مسلمانوں کا ایک گمراہ فرقہ ہے جو بانسبت دوسرے گمراہ فرقوں کے اسلام کی صراط مستقیم سے زیادہ دور ہو گیا ہے' لیکن یہ طرز فکر ہمیں قادیانیت کی صحیح تصویر تک پہنچنے میں رہنمائی نہیں کرتا' اس سے ہمیں قادیانیت کی اس خطرناکی اور تباہ کن عناصر کا پورا اندازہ نہیں ہوتا جو نبوت محمدی ﷺ اور بالآخر پورے اسلامی نظام کو نہ صرف نقصان پہنچانا چاہتے ہیں بلکہ خاکم بدہن ان کے کھنڈر پر ایک نئی عمارت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

۱۹۰۱ء قادیانیت کا عین عروج کا زمانہ تھا' مرزا نے کھل کر اپنے اس عزم وارادہ کا اظہار شروع کر دیا۔ ۱۹۰۲ء میں ایک رسالہ "تحفۃ الندوہ" لکھا' اس کے مخاطب بالخصوص ندوہ کے علماً وارکان اور بالعموم تمام علماً تھے' جو ندوہ کے اجلاس امرتسر (منعقدہ ۱۹۰۲ء) میں شریک تھے۔ مولانا محمد علی مونگیریؒ نے اس وقت اس کی تردید کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں کی۔ قادیانی بہت منظم طریقے پر کام کر رہے تھے' اخبارات' رسائل اور کتابوں کے علاوہ ان کے مبلغین جن کو ایک طرف قادیان میں باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی تھی اور دوسری طرف مالی امداد کے ذریعے ان کو ایسا تابع بنالیا جاتا تھا کہ وہ اس کے جال سے کسی حال میں آزاد نہ ہو سکیں۔ مونگیر کے زمانہ قیام میں مسلمانوں نے مولاناؒ سے یہ صورتحال بیان کی اور اس پر تشویش کا اظہار کیا' مولاناؒ خود اس بات سے فکرمند تھے' ان مسلمانوں کے توجہ دلانے سے ان کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ اگر پوری قوت کے ساتھ اس تحریک کا مقابلہ نہ کیا گیا تو اس سے بڑے خطرناک نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں' یہی وہ موڑ تھا جہاں مولاناؒ اپنی ساری صلاحیتوں کے ساتھ میدان میں اتر آئے اور اپنا سارا وقت اور ساری قوت اس کے لئے وقف کر دی۔ اس جدوجہد کا آغاز ایک اہم تاریخی مناظرہ سے ہوا' جس میں قادیانیوں کو شکست فاش ہوئی اور انہوں نے دوبارہ اس میدان میں آنے کی جرأت نہ کی۔ اس مناظرہ کے بعد مولاناؒ نے قادیانیت کے خلاف باقاعدہ اور منظم طریقے پر زبردست مہم شروع کی اس کے لئے دورے کئے' خطوط لکھے' رسائل اور کتابیں تصنیف کیں' دہلی اور کانپور سے کتابیں طبع کروا کے مونگیر لانے اور اشاعت کرنے میں خاصا وقت صرف ہوتا تھا اور حالات کا تقاضا تھا کہ اس میں ذرا سی بھی سستی اور تاخیر نہ ہو' اس لئے مولاناؒ نے خانقاہ میں ایک مستقل پریس قائم کیا اور اس پریس سے (اور کتابوں کے علاوہ) سو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہوئیں' جو سب مولاناؒ کے قلم سے ہیں' اس قدر ضعف اور سلسلہ علالت کے ساتھ جو بدستور جاری تھا' اتنا وقیع اور عظیم تصنیفی کام ہو جائے خود ایک کرامت سے کم نہیں اور تائید الٰہی و توفیق خداوندی کے سوا کسی اور چیز سے اس کی توجیہ نہیں ہو سکتی' صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے اس کام پر مامور تھے' ہر چیز میں خدا کا فضل ان کے شامل حال تھا۔

مولاناؒ کا معمول تھا کہ تین بجے تہجد کے لئے اٹھ جاتے تھے اب یہ تہجد کا وقت بھی مولاناؒ نے رد قادیانیت کے لئے وقف کر دیا' اکثر یہ وقت تصنیف میں گزرتا۔ بعض دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ مولاناؒ تہجد چھوڑ کر رد قادیانیت پر کتابیں لکھا کرتے تھے' اکثر ایسا ہوا کہ مولاناؒ نے اپنی ضرورتوں کو مؤخر کر کے پہلے کتابوں کی اشاعت کا انتظام کیا اور جو کچھ ان کے پاس اس وقت ہوا وہ سب بے چوں چرا اس پر صرف کر دیا۔ جن مبلغین کو قادیانیت کے رد کے لئے مختلف مقامات پر بھیجنا ہوتا' پہلے ان کو اس کی تربیت دیتے اور اس کی کوشش کرتے کہ قادیانیت سے ان کی واقفیت بہت گہری ہو تاکہ وہ خود اعتمادی اور کامیابی کے ساتھ یہ اہم فریضہ انجام دے سکیں اور عین وقت پر

لاجواب اور شرمندہ نہ ہوں' جس کا عام مسلمانوں پر بہت برا اثر پڑ سکتا ہے۔

مولاناؒ نے اپنے مریدین' خلفاً اور اہل تعلق کو قادیانیت کے سلسلے میں جو خطوط لکھے ہیں وہ ان کے افکار اور جذبات کو سمجھنے کے لئے بہت مستند ذریعہ اور قیمتی ذخیرہ ہیں۔ ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولاناؒ کی نگاہ میں اس تحریک کے مقابلے اور استیصال کی کس درجہ اہمیت تھی اور وہ اس بارے میں کتنے ذکی الحس ہوگئے تھے اور مضطرب و بے چین رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کے سب اہل تعلق اس کے مقابلہ کے لئے اپنی ساری قوت اور صلاحیت کے ساتھ صف آرا ہو جائیں۔ حضرت مولاناؒ نے رد قادیانیت کے لئے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں' مولاناؒ کی سب سے پہلی اور سب سے اچھی تصنیف "فیصلہ آسمانی" ہے جو قادیانیوں کے حق میں واقعی فیصلہ آسمانی ثابت ہوئی' یہ کتاب تین جلدوں میں ہے' اس کے تین ایڈیشن مولاناؒ کی زندگی ہی میں شائع ہوگئے لیکن کسی قادیانی کو اس کا جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی۔ مولاناؒ کی وفات کے بعد بھی کسی قادیانی نے اس کا جواب دینے کی جرأت نہ کی' قادیانیت کے خلاف سارے لٹریچر میں جو اب تک لکھا گیا ہے یہ کتاب ایک خاص امتیاز رکھتی ہے اور اپنے محکم طرز استدلال' اسلوب کی وضاحت اور صفائی' اور صحیح و طاقتور گرفت کے اعتبار سے بہت کم کتابیں اس معیار پر پوری اترتی ہیں۔ مولاناؒ کی دوسری اہم تصنیف "شہادت آسمانی" ہے جو رد قادیانیت پر ایک اہم تصنیف ہے' اس کے علاوہ مولاناؒ کی جو تصنیفات رد قادیانیت میں ہیں ان میں: چشمہ ہدایت' چیلنج محمدیہ' معیار صداقت' معیار المسیح' حقیقت المسیح' تنزیہ ربانی' آئینہ کمالات مرزا' نامۂ حقانی زیادہ مشہور اور ممتاز ہیں۔ کل کتابوں کی تعداد پچاس کے قریب ہے' اس کے علاوہ بہت سے ایسے رسائل ہیں جو پہلے چھپے تھے' اس کے بعد ختم ہوگئے۔ دراصل مولاناؒ نے تنہا وہ کام کیا ہے جو ایک اکیڈمی بھی اتنے بہتر اور کامیاب طریقہ پر نہیں کر سکتی' قادیانیت کے خلاف یہ سارا لٹریچر مولاناؒ ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔

مولاناؒ کی تصنیفات کا اثر:

مولاناؒ کی ان تصنیفات و رسائل اور خطوط و مکاتب نے اتنا کام کیا کہ بعض اوقات قادیانی مبلغ یہ علم ہوتے ہی کہ مولاناؒ کے رسائل کی فلاں جگہ لوگوں میں عام اشاعت ہو رہی ہے وہ جگہ چھوڑ کر چلے گئے اور جب وہاں بھی ان رسائل نے ان کا تعاقب کیا تو ان کو کسی تیسری جگہ پناہ لینی پڑی' یہاں تک نوبت آئی کہ مولاناؒ کا نام ہی قادیانیوں کی شکست کا رمز بن گیا۔

مولاناؒ کے اس قلمی جہاد سے ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کو فائدہ پہنچا مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس جال میں پھنس چکی تھی اور اندیشہ تھا کہ ایک کثیر تعداد اس فتنہ میں مبتلا ہو جائے گی۔ مولاناؒ کی کوششوں سے یہ سب اس تحریک کا شکار ہونے سے بچ گئے۔ مولاناؒ کی تصانیف نے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دنیا کے مختلف علاقوں میں بھی قادیانیوں کے خلاف کام کیا۔

شہرت و ناموری سے اجتناب:

مولاناؒ کا شہرت و ناموری سے اجتناب اور اخفأ حال کا ہمیشہ سے اہتمام تھا' انجمن تہذیب کے قیام میں بھی مولاناؒ دوسروں کو آگے بڑھاتے تھے' خود کوئی عہدہ قبول نہ فرماتے تھے' ندوۃ العلماً کے پورے دور نظامت میں اور اپنی دینی و ملی جدوجہد کے ہر مرحلے میں مولاناؒ پس پردہ ہی نظر آتے ہیں اور باوجود اس کے کہ ندوۃ العلماً کے قیام نشوونما اور عروج و ارتقا کی ساری داستان بنیادی طور پر مولاناؒ ہی کی ذات سے وابستہ ہے۔ مولاناؒ نے رد قادیانیت کے لئے جس طرح شب و روز اور لگن سے کام کیا اور اس کے لئے خوب تر جدوجہد کی وہ جتنا بیان کیا جائے کم ہے' مولاناؒ اکثر فرماتے تھے:

"اتنا لکھو اور اس قدر طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح سو کر اٹھے تو اپنے سرہانے رد قادیانیت کی کتاب پائے۔"

اور حق یہ ہے کہ مولاناؒ نے اس پر عمل کر کے دکھایا اور اس کا یہ سوز و اضطراب و سیماب بے قراری اور جہاد مسلسل اس بات کی تصدیق کے لئے کافی ہے۔

☆☆..........☆☆

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے خدائی

حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ

مرزا غلام احمد قادیانی مصلح، مجدد، مہدی، مسیح، کرشن، جے سنگھ وغیرہ کے دعاوی کے بعد ارتقائے منازل طے کرتے ہوئے بقول مرزا محمود ۱۹۰۱ء میں نبوت کے عہدہ پر فائز ہوئے تھے بعد ازاں اپنے دعوائے خدائی کے لئے ابتدائی تیاریوں میں مصروف رہے، اگر ان کو مہلت ملتی اور سات سال کے اندر ہی ان کی قطع و تین (ہلاکت) نہ ہوتی تو یقیناً کھلے الفاظ میں خدا ہونے کا دعویٰ کر دیتے، مرزا صاحب نے جس حکمت عملی سے آہستہ آہستہ اپنے دعاوی کا اظہار کیا اس سے ہمارے اس دعویٰ کی تائید ہوتی ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۸۹۰ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس ذیل میں محدثیت کا دعویٰ کرتے ہوئے محدثیت کو ظلی نبوت قرار دیا، علماً اسلام نے اپنی فراست سے مرزا کو اپنی اصلی حالت میں دیکھ لیا دو سو علماً ہندوپنجاب نے مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا اور فتویٰ میں تحریر فرمایا کہ :

"اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہہ دی ہے کہ جس نبوت کا اس کو دعویٰ ہے اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور محدثیت کے معنی سے وہ نبوت کا مدعی ہے، مگر ساتھ اس کے اس نے محدثیت کے معنی ایسے بیان کئے ہیں کہ ان کی حقیقت کی ایسی تشریح کر دی ہے کہ اس سے بجز نبوت کے اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔" (فتویٰ کفر ص ۷۵، ۷۶)

قادیانی کا ختم نبوت کو نبوت تشریعی اور کلی مخصوص کرنا اور اپنے آپ کو محدث قرار دے کر اپنے لئے جزوی نبوت اور ایک نوع نبوت کو تجویز کرنا اور ایک قسم کا نبی کہلانا صاف صاف واضح ہے کہ وہ اپنے آپ کو انبیاً بنی اسرائیل کی مانند (جو نئی شریعت نہ لاتے بلکہ پیروی سابق شریعت کی کرتے اور نبی کہلاتے تھے) نبی سمجھا ہے۔" (فتویٰ کفر ص ۷۳)

اس کے جواب میں مرزا غلام احمد نے حسب ذیل اعلانات شائع کر کے مسلمانوں کو اپنے دعاوی کے متعلق فریب دینا چاہا:

"میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ...... ہے ...... یہ الزام سراسر افترا ہے، میں نہ نبوت کا مدعی ہوں ...... بلکہ ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں، ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔" (اشتہار ۲/اکتوبر ۱۸۹۱ء)

"جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (تقریر ۲۳/اکتوبر دہلی)

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے، جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔" (ازالہ ص ۴۲۱) ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں (مجموعہ اشتہارات ص ۲۲۴) "مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔" (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹) "ان لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور یہی کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے۔" (حمامۃ البشریٰ ص ۸۱) "کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔" (انجام آتھم ص ۲۷) "(میری تحریروں) بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی نبی کے لفظ کو کاٹا ہوا تصور فرمالیں۔" (۳/فروری ۱۸۹۲ء مولوی عبدالحکیم صاحب کے ساتھ مباحثہ کے بعد آٹھ گواہوں کے روبرو اقرار)

قارئین! مرزا صاحب کے الفاظ کا بغور مطالعہ کریں، ۱۸۹۱ء میں علماً اسلام نے اعلان کیا کہ مرزائے قادیانی نبوت غیر تشریعی کا مدعی ہے اس لئے کافر ہے، مگر مرزا صاحب

مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہی کہتے رہے کہ ان لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا میں ایسی نبوت کا مدعی نہیں ہوں وغیرہ وغیرہ' مگر مریدوں کی جماعت تیار ہونے کے بعد اور مناسب موقع دیکھ کر ۱۹۰۱ء میں "ایک غلطی کا ازالہ" کے عنوان سے ایک اعلان شائع کیا جس میں ظاہر کیا کہ :

"بعض مرید ہماری تعلیم سے ناواقف ہیں اور مخالفین کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا' حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔"

(۱)..... جو وحی میرے پر نازل ہوئی ہے اس میں سینکڑوں دفعہ مجھے مرسل' رسول اور نبی کہا گیا ہے اور اس وقت تو بالکل صریح اور توضیح کے ساتھ یہ لفظ موجود ہیں۔

(۲)..... براہین احمدیہ کو بائیس برس ہو چکے ہیں اس میں صاف لکھا ہے کہ : محمد رسول اللہ جری اللہ فی حلل انبیاء هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله دنیا میں ایک نذیر آیا (دنیا میں ایک نبی آیا) جس سے مراد میں ہوں اور مجھے محمد رسول اللہ اور جری اللہ کہا گیا ہے۔"

باپ کے بعد بیٹے نے یعنی مرزا محمود نے حقیقۃ النبوۃ میں اصل حقیقت کا انکشاف کر دیا گو (مرزا صاحب) ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے' لیکن چونکہ آپ ان بیان کردہ شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے' اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا اور کسی میں نہیں پائی جاتیں اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔

(ص ۱۲۴)

ضرور تھا کہ آپ بھی لوگوں کو سمجھانے کے لئے اپنی نبوت کی قسم بتلادیتے اور اعلان کر دیتے کہ میں کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں..... دور و نزدیک کے لوگوں کو واقف کرنے کے لئے آپ نے اعلان کر دیا کہ میری نبوت تشریعی نبوت نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کے تابع ہوں۔" (حقیقۃ النبوۃ ص ۶۹)

علماء اسلام ۱۸۹۱ء میں کہتے تھے کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ تشریعی نبوت کا انکار کرتے ہوئے غیر تشریعی نبوت کا مدعی ہے' اور مرزا کا دعویٰ محدثیت دراصل دعویٰ نبوت ہے' مگر مرزا قادیان علماء اسلام کی سمجھ و فہم پر اعتراض کرتا رہا اور علماء اسلام کی تکذیب کرتا رہا' مگر آخر حق ظاہر ہو کر رہا اور مرزا محمود کے واضح اعلان سے علماء اسلام کا صدق اور مرزا غلام احمد کا کذب و افتراء دنیا پر ظاہر ہو رہا ہے' اسی طرح مرزا قادیانی نے خدائی کا دعویٰ کیا مگر اس کی تاویلیں بھی کرتا رہا' اس کی زندگی نے وفا نہ کی اور اس کی قطع و تین سات سال کے اندر ہی ہو گئی' اگر اسے مہلت ملتی تو آئندہ چل کر وہ صاف ہی الفاظ میں خدائی کا دعویٰ کرتا اور مرزا محمود صاحب کو بھی حقیقت الوہیت کے نام سے ایک کتاب لکھ کر اس کو ظلی یا بروزی خدا ثابت کرنا پڑتا۔

مرزا صاحب اپنے دعاوی میں دجال کے نقش قدم پر چل رہے تھے' ذیل میں ہم مرزا صاحب کا اپنا اقرار نقل کر کے فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیتے ہیں :

اوصاف دجال :

حوالہ کتب مرزائیہ :

(۱) آسمان پر خسوف و کسوف چاند اور سورج کا ہوگا اور وہ مہدی اور دجال کے ظاہر ہو جانے کا نشان ہوگا۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۲۴)

(۲) فنا و احیا کا دعویٰ کرے گا جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

(۳) دجال نبوت کا دعویٰ کرے گا اور نیز خدائی کا دعویٰ بھی اس سے ظہور میں آئے گا۔ (شہادۃ القرآن ص ۲۰) پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر خدائی کا دعویدار بن جائے گا (خزینۃ المعارف جلد اول ص ۱۹۹)

(۴) بہت سے مسلمان یہودی طبع دجال سے مل جاویں گے' یعنی وہ لوگ بظاہر مسلمان کہلاویں گے اور دجال کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائیں گے۔ (انوار الاسلام ص ۴۸)

(۵) پس یہ اس پیش گوئی کا ظہور ہے کہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ ستر ہزار مسلمان کہلانے والے دجال کے ساتھ مل جائیں گے۔

(انوار الاسلام ص ۴۹)

(۶) دجال مجہول علماء کن لدنی اختیارات کا مالک ہوگا۔ (ازالہ اوہام)

مرزا صاحب کے اوصاف :

حوالہ کتب مرزائیہ :

(۱) مرزا صاحب مہدی ثابت نہیں ہو سکے لہٰذا دجال ضرور ہیں کیونکہ مہدی مرزا کے قول کے مطابق چودھویں صدی میں پیدا ہوگا۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۷۳)

مگر مرزا صاحب کی ولادت ۱۲۵۶ھ میں ہوئی (کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۴۶) یعنی تیرھویں صدی میں۔

(۲) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۳)

(۳) سچا ہے وہ خدا جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلا)

میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں...... (آئینہ کمالات ص ۵۶۴)

(۴) مرزا صاحب نے انگریزوں کو دجال قرار دیا اور ریل کا گدھا۔ (ازالہ اوہام)

مگر ان کی خوشنودی کے لئے جہاد کو منسوخ قرار دیا اور تمام عمر ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے' اسلام کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اسی طرح امت مرزائیہ دعویٰ اسلام کے ساتھ اپنے مزعومہ دجال کی ہاں میں ہاں ملانا مذہبی فرض سمجھتے ہیں' سرمد شہید نے ان کے متعلق ہی پیش گوئی کی تھی۔

یاراں چہ عجب راہ دو رنگی دارند
مصحف بہ بغل دین فرنگی دارند

(۵) اس وقت خدا کے فضل سے ستر ہزار کے قریب بیعت کرنے والوں کا شمار پہنچ گیا ہے۔ (نزول المسیح ص ۴)

"کیا اب ستر ہزار آدمی میرے ساتھ داخل بیعت ہیں یا نہیں۔" (نزول المسیح ص ۱۴۱)

(۶) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ "مجھے الہام ہوا انما امرک اذا اردت شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔" (حقیقۃ الوحی)

اس تمہید کے بعد ہم مرزا صاحب کے دعویٰ الوہیت پر نظر ڈالتے ہیں:

مغالطہ نمبر ۱:...... یہ بالکل جھوٹ ہے کہ مرزا صاحب نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے' آپ نے ہرگز ایسا نہیں فرمایا لعنت اللہ علی الکذبین (ٹریکٹ انجمن مرزائیہ کلکتہ ص ۲)

الجواب:...... آپ کا یہ جواب ایسا ہی ہے جیسا کہ ۱۸۹۲ء میں علماً اسلام کا جواب مرزا جی نے دیا تھا' مرزا جی کو صاف الفاظ میں خدائی کا دعویٰ کرنے کا موقعہ نہیں ملا' مگر انہوں نے اس دعویٰ کی بنیاد اچھی طرح قائم کر دی تھی۔

مرزا صاحب نے اپنے آپ کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظل قرار دیا' اپنے لئے نبوت ظلی کا دعویٰ کرتے رہے۔ ملاحظہ ہو نشان آسمانی ص ۲۸' شہادۃ القرآن ص ۵۳ کرامات الصادقین ص ۵۸ حقیقۃ الوحی ص ۵۲ وغیرہ

نزول مسیح حاشیہ ص ۳ پر لکھتے ہیں کہ: "مسیح محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے اوپر لے لیں" اسی طرح مرزا صاحب مدعی ہیں کہ مجھے الہام ہوا کہ میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے' تو میری توحید اور یکتائی کی جگہ ہے اربعین ص ۲۵ / ۳' آواہن (خدا تیرے اندر آیا' کتاب البریہ) رائیتنی عین اللہ وایقنت اننی ھو (آئینہ کمالات ص ۵۶۴) زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے میرے ساتھ ہیں' براہین ص ۶۱' ۵ تو ہمارے پانی میں سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے' تو مجھے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تو مجھ سے اس مقام اتحاد میں ہے جو کسی مخلوق کو معلوم نہیں' خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے' تو اس سے نکلا' تو جہاں کا نور ہے' تیری شان عجیب ہے' تو خدا کا وقار ہے' تو کلمۃ الازل ہے' جس طرح تیرا منہ اس طرف خدا کا منہ تو میرے ساتھ ہے' تیرا بھید میرا بھید ہے' تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس سے مخلوق کو آگاہی نہیں' اے لوگو! تمہارے پاس خدا کا نور آیا (کتاب البریہ ص ۷۶' ۷۷) مرزا محمود صاحب احمدیت یعنی حقیقی اسلام ص ۸۵ پر فرماتے ہیں: "مرزا صاحب پر خدا تعالیٰ نے اپنی صفات کی چادر ظلی طور پر اڑھائی۔"

اب قارئین کرام! مرزا صاحب کے سابقہ طرز عمل کو ملاحظہ فرما کر نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہونے کا دعویٰ کر کے مرزا صاحب عین محمد بن گئے تھے (ملاحظہ ہو ذکر الہی ص ۹' مئولفہ مرزا محمود) اور نبوت کی ظلی صفات کی چادر نے مرزا صاحب کو نبی بنا دیا (ملاحظہ ہو مرزا صاحب کا فرمان مندرجہ نزول مسیح حاشیہ ص ۳) کہ ظل اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا' پس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اس قدر دعاوی کے بعد خدا کی صفات کی چادر اوڑھ کر حلول وانعکاس بروز اور اتحاد کا دعویٰ کرتے ہوئے کیوں نہ مرزا صاحب خدائی کا علی الاعلان دعویٰ کرتے' جبکہ وہ تمام ان اوصاف کو حاصل کر چکے تھے جو دعویٰ خدائی کے لئے ضروری ہو سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب مدعی ہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے "انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون۔" (حقیقۃ الوحی) یعنی مرزا صاحب کو کن فیکونی اختیارات عطا ہو چکے ہیں' نیز خطبہ الہامیہ میں کہتے ہیں کہ:

"مجھے زندہ کرنے اور فنا کرنے کی قوت عطا کی گئی ہے۔" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ الوہیت کا مرتبہ ان کو حاصل ہو چکا تھا کیونکہ مرزا صاحب ایسے اختیارات عطا ہونے کو الوہیت کا مرتبہ قرار دیتے ہیں جیسا کہ وہ ازالہ اوہام خورد ص ۲۲۹، ۲۳۰ پر لکھتے ہیں کہ :

"خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون اسی طرح وہ (دجال) بھی کن فیکون سے سب کچھ کر دکھائے گا، مارنا زندہ کرنا اس کے اختیار میں ہوگا..... کیا یہ مضمون جو اس حدیث کے ظاہر لفظوں سے نکلتا ہے اس موحدانہ تعلیم کے موافق ہے جو قرآن شریف ہمیں دیتا ہے، کیا صدہا آیاتِ قرآنی ہمیشہ کے لئے یہ فیصلہ ناطق نہیں سناتیں کہ کسی زمانہ میں بھی خدائی کے اختیارات انسان حادثۃ الذات باطلۃ الحقیقۃ کو حاصل نہیں ہو سکتے، ایسے پر شرک اعتقادات ان کے دلوں میں جمع ہوئے ہیں کہ ایک کافر حقیر کو الوہیت کا تمام تخت و تاج سپرد کر رکھا ہے اور ایک انسان ضعیف البنیان کو اپنی عظمتوں اور قدرتوں میں خدا تعالیٰ کے برابر سمجھ لیا ہے۔" آہ!

مرزا صاحب کی اس تصریح کے مطابق مرزا صاحب میں الوہیت کی صفات موجود تھیں! اور خدائی کے اختیارات ان کو تفویض ہو چکے تھے، مگر اسلام کے سچے قادر قیوم خدا نے ان کو ہلاک کر کے ان کی شہ رگ کاٹ کر دنیا کو اس نئے فرعون سے نجات دے دی۔"

مغالطہ نمبر ۲ :..... آئینہ کمالات میں مرزا صاحب نے کہا ہے کہ میں نے نیند کی حالت میں دیکھا کہ میں خدا ہوں، پس خواب پر اعتراض کرنا بے وقوفی ہے۔ (ٹریکٹ مرزائیہ ص ۲)

الجواب :..... کتاب البریہ ص ۷۸ پر لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ، میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا..... اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا..... میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی ہے اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے..... الوہیت بڑے زوروں کے ساتھ مجھ پر غالب آگئی..... الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی..... خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا، اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرنی اور حرکت و سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور میں اس حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ : ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں، سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا، جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھا، پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کی خلق پر قادر ہوں، پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا، اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے ایسے کشوف الہامات کے متعلق مرزا صاحب کتاب البریہ کے صفحہ ۸۰ پر لکھتے ہیں : "اگر ایسے کلمات سے خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو یہ میرے الہامات یسوع مسیح کے الہامات سے بہت زیادہ میری خدائی پر دلالت کرتے ہیں۔" پس انجمن مرزائیہ کا یہ دعویٰ کہ خواب پر اعتراض نہیں ہو سکتا، بے جا ہے، مرزا صاحب ایسے کشف صحیح تسلیم کرتے ہیں اور اس کو عیسائیوں کے مقابلہ پر الوہیت کی دلیل قرار دیتے ہیں، پس یہ خواب نہیں بلکہ الہام ہے، نیز تمام الہامات کو ملانے سے مرزا صاحب کا دعویٰ الوہیت ثابت ہوتا ہے۔

مغالطہ نمبر ۳ :..... مرزا صاحب نے آئینہ کمالات ص ۵۶۶ پر فرمایا ہے کہ اس خواب کے وہ معنی ہیں جو بخاری شریف میں لکھا ہے : یعنی خدا فرماتا ہے کہ میرا بندہ نفل پڑھتے پڑھتے مجھ سے قریب سے قریب تر ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ چیزیں پکڑتا ہے، وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، گویا ہمہ تن وہ خدا ہو جاتا ہے۔ (بخاری کتاب الرقاق)

اسی طرح خواب میں زمین و آسمان پیدا کرنے سے وہ نشانات مراد لئے ہیں، جو آپ کے لئے خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان پر ظاہر فرمائے۔ (آئینہ ص ۵۶۶)

الجواب :..... ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دجل سے کام لیا، انہوں نے اس الہام کی تاویل ایسی غلط کی جیسے وہ براہین احمدیہ میں "یا عیسیٰ انی متوفیک" کے الہام کی بارہ برس کرتے رہے اور حیات مسیح علیہ السلام کے قائل بنے رہے، نیز مرزا صاحب نے اس الہام کی ایسی ہی تاویل کی جیسی ۱۸۹۱ء میں اپنی نبوت کے دعویٰ کی کرتے رہے، بخاری شریف کی حدیث کے ترجمہ کے ساتھ (گویا وہ ہمہ تن خدا ہو گیا) اپنی

طرف سے لگا لیا' کیا عابد خدا کی عبادت کرتے کرتے خدا بن جاتا ہے؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عابد نہ تھے؟ کیا کسی نبی نے ہمہ تن خدا بن جانے کا اقرار کیا ہے؟ مرزا صاحب نبوت کے مدعی تھے؟ اس لئے معیار نبوت پر ان کے الہام کی پڑتال کی جائے گی' اس جگہ صوفیا کرام کے سلبیات پیش کرنے سے کام نہ چلے گا' کسی ولی' مجدد یا امام نے ایسے دعاوی نہیں کئے اگر مرزائیوں کی طرح باب تاویل کھول دیا جائے تو ہر ملحد و زندیق اسلامی تعلیم کو مسخ کرنے اور مشرکانہ عقیدوں کو رائج کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

مغالطہ نمبر ۴ :..... تعبیر الرؤیا کی کتاب تعطیر الانام میں لکھا ہے کہ جو شخص خواب میں اپنے آپ کو خدا دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ صراط مستقیم پر قائم ہے۔ (ص ۲)

الجواب :..... پہلے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ خواب نہیں بلکہ الہام ہے' تعطیر الانام معلوم نہیں کیسی کتاب ہے اس کے معتبر ہونے کی شرعاً کونسی سند ہے؟ نیز اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ ایسی خواب دیکھنے والا اپنی تصانیف میں ڈنکے کی چوٹ اعلان کرتا ہے اور اسے اپنی خدائی پر دلیل قرار دے' اور اپنے مریدوں کو اس خواب پر یقین کرنے کی تاکید کرے' نیز تعطیر الانام میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ عوام کے لئے ہے' نبی کی خواب اور عوام کی خواب میں بڑا فرق ہے نبی کی خواب بمنزلہ الہام ہوتی ہے' جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب کے حکم کی تعمیل کی' پس انبیا کرام کی خواب وحی کے اقسام میں سے ہے اس میں شک و ریب کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔"

مغالطہ نمبر ۵ :..... حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا تھا کہ مجھے گیارہ ستارے ایک چاند اور سورج سجدہ کر رہے ہیں: پس کیا حضرت یوسف علیہ السلام کا دعوی بھی خدائی سمجھا جائے گا۔ (ٹریکٹ ص ۳)

الجواب : چاند' سورج اور ستاروں کا سجدہ کرنا الوہیت کی دلیل نہیں بن سکتا' اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اسے الوہیت کی دلیل قرار نہیں دیا آیۃ الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموت و من فی الارض سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ شمس و قمر اور جمیع کائنات کا من حیث المجموع اپنی بقا کے لئے خداوند کریم کا محتاج ہونا اور اس کا فرمانبردار ہونا الوہیت کی دلیل ہو سکتا ہے' مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے صرف گیارہ ستارہ اور چاند سورج کو اپنا مطیع دیکھا لہذا اس سے خدائی پر استدلال کیسے ہو سکتا ہے' سجدہ سے وضع الجبہۃ علی الارض غیر ذوالعقول کے لئے مراد نہیں ہو سکتا' اور کوئی مرزائی ایسا مشاہدہ نہیں کرا سکتا' لہذا مفسرین نے ان آیات میں سجدہ سے انقیاد مراد لیا ہے' مجازی طور پر چند افراد یا چند اجسام کا مطیع ہونا۔ دنیا میں ہر شخص کے لئے پایا جاتا ہے' مگر حقیقی طور پر جمیع کائنات سوائے ذات باری تعالیٰ کے کسی کی منقاد نہیں۔ مرزا صاحب نے صفات الوہیت خلق' قدرت وغیرہ اپنے لئے ثابت کی ہے 'خلقت السموت والارض اور میں نے دیکھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں اپنے لئے کوئی صفت الوہیت ظاہر نہیں کی' الہ ہو سکتا ہے جس کے لئے سجدہ دونوں معنوں (انقیاد اور اعضا اور سر کا زمین پر رکھنا) کے لحاظ سے جائز ہو سکے' ذوی العقول کے لئے سر کا زمین پر رکھنا اور غیر ذوی العقول کے لئے انقیاد' شمس و قمر اور ستارے غیر ذوی العقول ہیں لہذا دونوں معنوں کی رو سے ان کا سجدہ ثابت نہیں ہو سکتا۔

مرزائیو! خدا سے ڈرو اور حمایت مرزا میں عقل و خرد کو جواب نہ دو' حضرت یوسف علیہ السلام سے مرزا کا مقابلہ۔

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و طہارت کا خدا گواہ ہے' قرآن نے آپ کی صداقت بیان کی ہے' کیا مرزا جی کی صداقت اور ان کی نیت کے خالص ہونے پر ایسی زبردست شہادت پیش کر سکتے ہو' کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے مرزا جیسے دعاوی کئے تھے اور ٹھورک ٹھوری سرک سری (البشریٰ ج ۲' ص ۱۲۶) "انت منی وانا منک" وغیرہ کے الہامات کے علاوہ کن فیکونی اختیارات اور فنا و احیا کی قوت عطا ہونے کا اظہار کیا تھا۔

نیز مرزا صاحب کہتے ہیں کہ: "میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں" کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی ایسے الفاظ کہے تھے اور شمس و قمر کو سجدہ کرتے دیکھ کر کیا آپ نے بھی اپنے آپ کو خدا یقین کر لیا تھا؟

افسوس: کہ ضد اور تعصب انسان کو گمراہ کر دیتا ہے' مرزائی اپنے مرشد کو سچا ثابت کرنے کے لئے انبیا کرام علیہم السلام پر بھی الزام لگانے سے باز نہیں رہتے۔

مسئلہ نزولِ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام

(مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کا تدریجی ارتقاء)

نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی بابت ہم کو ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا ہے جو کہ تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اور جن کے راوی متفقہ طور پر ثقہ مانے گئے ہیں اور یہ احادیث متفق علیہ بھی ہیں۔ ان احادیث صحیحہ ہی کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنے اسی عقیدے کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے:

"دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔" (رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ماہ جون ۱۹۰۶ء)

"سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم پہلی فصل حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳، ص ۳۴۸ (۳۶۱/۳۲۲)

"اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم پہلی فصل حاشیہ در حاشیہ ۳ ص ۴۹۹/۳۲۹/۱۳۱)

ان بیانات سے معلوم ہوا کہ نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے جس عقیدے پر اجماع امت تھا، مرزا صاحب بھی اسی عقیدے پر قائم تھے جس کی تصدیق ان کے مندرجہ ذیل بیان سے بھی پوری وضاحت کے ساتھ ہو جاتی ہے اور کسی شک و شبہ یا تاویل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہتے ہیں:

"براہین احمدیہ میں، میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا نے اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ

مولانا خلیل الرحمٰن قادری

مسلمانوں کا اس عقیدہ پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر عمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا لیکن اس کے بعد اس کے بارے میں بارش کی طرح وحی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین اور آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا..... میں ہی ہوں، ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا اور میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی امت میں سے آئے گا اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیث نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور ۱۹۵۲ء مطابق ۱۳۷۱ھ)

مندرجہ بالا بیان اس بات کی غمازی بھی کرتا ہے کہ مرزا صاحب کو اپنی مزعومہ وحی الٰہی کو یقینی ماننے میں بھی تردد ہوتا تھا اور وہ اس کو حق الیقین کے درجے پر وصول نہیں کرتے تھے جو کہ ایک مامور من اللہ کی شان سے بعید ہے۔

مرزا صاحب اپنے اس بیان کی تصدیق میں کہ "خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا" مندرجہ ذیل مزعومہ الہام کو پیش کرتے ہیں:

"اے عیسیٰ! میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعین کو ان پر جو منکرین ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا، یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشرب لوگوں کو حجت اور برہان اور برکات کی رو سے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فائق رکھوں گا، پہلوں میں

سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے۔ اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم باب اول حاشیہ در حاشیہ ۴ ص۳۶۹ / ۵۵۷ / ۳۵۳)

مرزا صاحب کا یہ مزعومہ الہام سورۃ آل عمران کی آیت ۵۵ کی تحریف شدہ شکل ہے جس کو مرزا صاحب نے بزعم خود اپنے اوپر چسپاں کرلیا ہے اور یوں مرزا صاحب تحریف معنوی کے مرتکب ہوتے ہیں:

"جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں لوں گا تجھ کو اور اٹھاؤں گا اپنی طرف اور پاک کردوں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں غالب ان لوگوں پر جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک پھر میری طرف ہے تم سب کو پھر آنا پھر فیصلہ کردوں گا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔"

نہ معلوم مرزا صاحب نے لفظ مطہر ک (تجھ کو پاک کردوں گا) کیوں حذف کردیا ہے اس کی وجہ تو وہ خود ہی جانتے ہوں گے۔

مزید بات بھی معلوم ہوئی کہ وفات عیسیٰ بن مریم کی خبر اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو نہیں بتائی بلکہ انہوں نے خود اپنے اجتہاد سے کام لے کر قرآنی آیات اور احادیث سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اجتہاد میں غلطی کا بھی امکان ہے۔

پھر مرزا صاحب خود مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آسمان پر نازل ہونے کی خبر احادیث میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی ہے لہٰذا اس خبر کے خلاف کسی اور خبر کی تبلیغ کرنا یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو غلط ثابت کرنا ہے (نعوذباللہ من ذلک) اور بفرمان حق تعالیٰ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان خدا تعالیٰ ہی کا فرمان ہے اور اس طرح حق تعالیٰ کے فرمان کو بھی غلط ثابت کرنا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر بالفرض محال عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آسمان پر سے نازل ہونے کی پیش گوئی کی صحت میں نعوذباللہ کچھ احتمال تھا تو پھر اللہ عزوجل اس کی تصحیح اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہی فرمادیتا کیونکہ سنت الٰہیہ یہی جاری تھی کہ اللہ عزوجل انبیاؑ علیہم السلام والتسلیم کی کسی بھی بات کو نظر انداز نہیں کرتا تھا بلکہ اسی وقت اسی نبی کے ذریعہ سے اس کی تصحیح فرمادیتا تھا۔ اس وجہ سے کہ نبی کے فرمان پر اس کی امت کے عقیدہ کا دارومدار ہوتا ہے لہٰذا اللہ عزوجل کسی نبی کو بھی کسی غلط عقیدے پر ثابت اور قائم نہیں رہنے دیتا جیسا کہ نبی کا بھی فرض تھا کہ وہ اپنی امت کو کسی غلط عقیدے پر ثابت اور قائم نہیں رہنے دیتا تھا چہ جائے کہ پوری امت محمدیہ کو تیرہ سو سال تک اس غلط عقیدے پر قائم رکھا گیا جو کہ اللہ عزوجل کی شان کریمی کے خلاف ہے کیونکہ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ سو سال سے زیادہ قبل کا ہے اور جس کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی دی گئی تھی۔

مرزا صاحب کا گیارہ سال تک اس اجماعی عقیدے پر قائم رہنے کے بعد (جس کا اقرار انہوں نے خود بھی اپنے بیان میں مندرجہ بالا میں کیا ہے) محض بزعم اپنے اجتہاد کے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے وفات پا جانے کا دعویٰ کرنا اور ان کی مزعومہ سری نگر (کشمیر) میں ہونے کے انکشاف کا دعویٰ کرنا محض اس لحاظ سے باطل ہو جاتا ہے کہ وہ احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ اگر اس عقیدے کی صحت میں کوئی کمی ہوتی تو اول تو قرون اولیٰ ہی اس کی تصحیح ہو جاتی دوم یہ کہ امت کا اجماع کبھی نہیں ہوتا۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ اس دلیل کی رو سے مرزا صاحب کا تیرہ سو سال کے بعد اپنے لئے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ جو ان کے اپنے مزعومہ الہام کا مرہون منت ہے اور جو احادیث صحیحہ کے برخلاف اور اجماع امت کے عقیدے سے متصادم ہے قطعاً باطل اور بے بنیاد ثابت ہوتا ہے کیونکہ امت محمدیہ کبھی بھی ایک غلط عقیدے پر اجماعی صورت میں قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ اور صلحائے امت اور مقتدر اولیائے عظام اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ ارشاد فرماتے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہمارے لئے مشعل راہ تھا۔

پس ثابت ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مقام نبوت تک پہنچنے کے لئے تدریجی ارتقأ سے کام لیا ان کو بخوبی معلوم تھا کہ امت محمدیہ اول اول ان کی نبوت کو تسلیم نہیں کرے گی اور اسی لئے انہوں نے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور جب کچھ لوگ اس کے عادی ہو گئے تو گیارہ سال کے بعد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی وفات اور مدفن کا پروپیگنڈہ کرکے اس تدریجی عوامل کو مدنظر رکھ کر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کردیا کیونکہ جب تک وہ حضرت عیسیٰ

ابن مریم کے وفات پا جانے کا لوگوں کو یقین نہیں دلاتے ان کے لئے جگہ خالی نہیں ہو سکتی تھی اور جب انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسیح موعود کے مرحلے پر ان کو ماننے لگے ہیں تو دس سال کے بعد یعنی ۱۹۰۱ء میں نبوت کے دعوے کا اعلان کر دیا اور یہ تمام مراحل ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عمل میں لائے گئے۔

پھر ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ گزشتہ انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم میں سے کسی نے بھی یہ تدریجی ارتقا کے مراحل اختیار نہیں کئے بلکہ ایک دم اعلان نبوت ہی کیا اور دعوے کے بعد کبھی بھی منصب نبوت سے سر موہٹ کر کوئی دعوت نہیں دی۔ ہمیشہ اول اور آخر اور ہر حال میں نبی کے منصب پر فائز ہونے کا اعلان کرتے رہے خواہ ان کی کتنی ہی مخالفت کیوں نہ کی گئی ہو اور یہی بات ایک سچے مامور من اللہ کے شایان شان ہے نہ کہ مرزا صاحب کی طرح جب کہ انہوں نے کہا: "بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ مہدی موعود خلق اور خلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔" مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے نبی یا موعود ماننے سے تمہیں انکار ہے تو مہدی ہی مان لو (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱) اس سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ مرزا صاحب در حقیقت مامور من اللہ نہیں تھے اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اپنا مشن چلا رہے تھے اگر مامور من اللہ ہوتے تو شروع ہی سے نبوت کا دعویٰ کر دیتے اور آخر تک اسی ایک دعوے پر قائم رہتے۔

☆☆

کلمہ طیبہ کی توہین کرنے والا قادیانی گرفتار

حیدر آباد (رپورٹ مولانا محمد نذر عثمانی)

میر پور خاص' تھرپارکر کا ڈویژنل شہر ہے اس ڈویژن میں قادیانی سرگرمیاں ان کی زرعی فارموں کی وجہ سے وقتاً فوقتاً سر اٹھاتی رہتی ہیں۔ جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن و رہنما اور مبلغین ان کی سرکوبی کرتے ہیں کسی اور رعایت سے کام نہیں لیتے۔ اگست ۱۹۹۸ء میں نوکوٹ میں قادیانیوں نے اپنی گمراہ کن سرگرمیوں کی وجہ سے مسجد شہید کی اور قرآن شریف کی توہین کی۔ آج اگست ۱۹۹۹ء تک سترہ قادیانی اپنے اس گھناؤنے جرم کی سزا بھگت رہے ہیں۔ میر پور خاص کا علاقہ سیٹلائٹ ٹاؤن جہاں پر قادیانیوں کے کافی تعداد میں گھر ہیں ان کی سرگرمیوں پر علاقائی جماعتیں کڑی نظر رکھتی ہیں گزشتہ دنوں ایک ملعون طاہر قادیانی نے کلمہ طیبہ کی توہین کی' کلمہ طیبہ کی شرٹ پہن کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا' جماعتی کارکنوں کو معلوم ہوا تو اس قادیانی کو اس کی اس حرکت پر روکا لیکن اس کی غنڈہ گردی اور بدمعاشی پھر بھی کم نہ ہوئی تو کارکنوں نے کلمہ طیبہ کی توہین کرنے والے اس ملعون کی خوب پٹائی کی اور مقامی پولیس اسٹیشن پر اطلاع دی گئی تو ایس ایچ او عابد احمد قائم خانی نے فوری طور پر ایکشن لیا اور ملعون قادیانی کو گرفتار کر کے اس سے کلمہ طیبہ والی شرٹ' قرآن مجید کا تحریف شدہ قادیانی ترجمہ اور روزنامہ الفضل قادیانی برآمد کیا' مجرم کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-A,295-C دفعہ 8 کے تحت ایف آئی آر درج کر کے انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں چالان پیش کر دیا' اس قادیانی کے خلاف کیس میں مدعی جناب قاضی محمد یوسف جبکہ گواہ مقصود احمد خان' محمد افضل راجپوت' اور مشیر قاری محمد یامین خطیب بسم اللہ مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن قاری عبدالغفار صاحب تھے۔ اس کیس کے اندراج میں ڈی ایس پی شیر خان نے قانون کی بالادستی قائم کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا اور اس ملعون قادیانی کی گرفتاری اور کیس کے اندراج میں کسی قسم کی تاخیر نہیں ہونے دی۔ میر پور خاص کے جماعتی کارکنوں کی سرپرستی مرکزی مجلس شوریٰ ختم نبوت کے رکن اور جامع مسجد مدینہ شاہی بازار کے خطیب مولانا فیض اللہ' مولانا شبیر احمد کرنالوی' سپاہ صحابہ کے ناظم محمد راشد اکبر' حرکۃ الجہاد اسلامی کے سرپرست مفتی عبیداللہ انور' مولانا عبداللہ کو حاصل رہی' مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی کنوینر اور رہنما بزرگ علامہ احمد میاں حمادی اور مجلس ختم نبوت حیدر آباد ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی' بدین کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے اس علاقہ کے کافی دورے کئے اور کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی' گزشتہ جمعہ سیٹلائٹ ٹاؤن کی جامع مسجد بسم اللہ میں نوجوان مبلغ مولانا محمد راشد مدنی نے خطاب کیا' جبکہ اقصیٰ مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن میں مولانا محمد نذر عثمانی نے خطاب کیا اور قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور نظریات سے لوگوں کو باخبر کیا۔ علاقہ کے عوام نے اس اس بات کا وعدہ کیا کہ وہ آئندہ بھی قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کا نوٹس لے کر ان کا سدباب کرتے رہیں گے۔ (انشاء اللہ)

☆☆☆......☆☆☆

Adarts -HTS-12/97(R)

اسلام کی خصوصیات

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے جتنے انبیاؑ و رسل مبعوث فرمائے' سب نے جس دین کی طرف دعوت دی' وہ اسلام تھا۔ کہیں اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت مختلف زمانوں میں احکامات میں تبدیلی فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ سب سے آخر میں نبیوں کے سردار اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کو یہ دین اسلام کامل ترین صورت میں عطا ہوا۔ آج جب اسلام کا لفظ بولا جاتا ہے' تو اس سے یہی آخری اور مکمل دین اسلام مراد ہوتا ہے' جس کو لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے' اسلام میں بے شمار خصوصیات ہیں' جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

دین کامل:

اسلام کامل و مکمل دین ہے' اس میں زندگی کے ہر شعبے کے متعلق واضح ہدایات موجود ہیں' تجارت ہو یا زراعت' سیاست ہو یا ملازمت انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی' معاشیات ہو یا معاشرت تہذیب ہو یا تمدن ہر ایک کے متعلق اسلام میں واضح رہنمائی موجود ہے' دنیا کا کوئی اور مذہب اسلام کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

عالمگیر مذہب:

پھر اس کی اکملیت کی شان یہ ہے کہ یہ تمام دنیا کے انسانوں کے لئے نظام حیات ہے اس سے پہلے جتنے مذہب موجود رہے' کسی خاص قوم' کسی خاص ملک یا کسی خاص علاقہ کے لئے مخصوص تھے لیکن اسلام تمام دنیا کے انسانوں کے لئے ہے۔ مشرق ہو یا مغرب شمال ہو یا جنوب امریکہ ہو یا افریقہ ایشیا ہو یا یورپ آسٹریلیا ہو یا دنیا کا کوئی اور براعظم دنیا کا کوئی ملک ہو۔ کسی ملک کا شہر ہو یا گاؤں یہ دین ہر علاقہ اور ہر جگہ کے لئے ہے' کوئی انسان خواہ کسی نسل کا ہو' کسی قوم کا ہو' جو بھی زبان بولتا ہو' اس کے لئے اسلام میں ہدایت اور رہنمائی ہے' اسلام نے نسل' قوم' زبان اور رنگ کے تمام بتوں کو پاش پاش کیا اور برتری کا مدار تقویٰ پر رکھا۔

خواجہ عطاءالمومن' خانگڑھ

قیامت تک کے لئے دین:

پھر یہ دین کسی ایک زمانہ کے لئے نہیں' بلکہ قیامت تک کے لئے ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر قیامت تک خواہ کتنا ہی عرصہ گزرے کتنے زمانے گزر جائیں' کتنی صدیاں بیت جائیں' دنیا میں خواہ کتنے ہی انقلاب آئیں' یہ دین ہر زمانے کے لئے ہے' ہر صدی کے لئے ہے اور تمام حالات کے لئے ہے' اس لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اب کوئی بھی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہوگا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں' خاتم النبیین ہیں' اب جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے' کافر و مرتد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر آسمان سے دنیا میں تشریف لائیں گے' دین اسلام کا ہی پرچار کریں گے۔

دین حق:

دنیا میں بہتیرے من گھڑت نبی گزرے اور بہت سے مذہب انسانی عقل سے تراشے گئے لیکن اسلام دین حق ہے' اللہ کا ترتیب دیا ہوا دین ہے' اللہ کا پسندیدہ دین ہے: ﴿ان الدین عنداللہ الاسلام﴾ (بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے)

دین بر (نیکی کا مذہب):

ہر اچھا کام ایسا کام جس میں انسان کی دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے بر یعنی نیکی کہلاتا ہے اور اسلام نے بر یعنی نیکی کا پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ہر نیکی کا حکم دیا ہے' ہر برائی سے روکا ہے:

وتعاونوا علی البر والتقوی (القرآن)

ترجمہ: ''اور نیکی پر اور تقویٰ پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا کرو۔''

اللہ کے حقوق ادا کرنا نیکی ہے' رشتہ داروں' ہمسایوں یتیموں سے اچھا سلوک کرنا نیکی ہے' کسی مسلمان کو خندہ پیشانی سے ملنا نیکی ہے' نرم کلامی سے بات کرنا نیکی ہے اولاد کو اچھی تعلیم دینا نیکی ہے' انسانوں سے ہی نہیں بلکہ مخلوق پر رحم کرنا بھی نیکی ہے۔

اسلام اور مقام انسانیت:

اسلام نے انسانیت کو بلند و بالا مقام عطا فرمایا ہے' اسلام نے بتایا کہ انسان تمام مخلوقات سے افضل ہے حتیٰ کہ فرشتوں سے بھی بڑھ کر بلکہ وہ

انسان بنے ۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

اسلام کا بروز قیامت پیش ہونا :

حدیث میں ہے :

"قیامت کے دن اللہ کے روبرو مسلمان کی تمام نیکیاں اچھی صورت میں پیش ہوں گی اور برائیں بری شکل میں پیش ہوں گی"

سب سے پہلے نماز کو اچھی صورت میں حاضر کیا جائے گا' احسن صورت اور احسن جسم کے ساتھ آئے گی' تو نماز کہے گی کہ بے شک میں اس انسان کی نماز ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "ان علی خیر" بے شک تو اچھا عمل ہے۔ اس نمازی آدمی کے لئے کیا شواہد رکھتی ہے کہ یہ اسلام کا شیدائی تھا؟ نماز رک جائے گی' اگر انسان صحیح معنوں میں اسلام کا شیدائی اور اسلام پسند تھا تو اس انسان کے لئے راہِ نجات بن جائے گی۔ ورنہ :

﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ﴾ (القرآن)

ترجمہ : "دین اسلام سے ہٹ کر اور طریقہ عبادت اپنانے پر اس کی کوئی عبادت قبول نہ کی جائے گی۔"

انسان کو جنت تک نہ پہنچائے گی' اسی طرح اللہ کے حضور صدقہ' روزہ' زکوٰۃ' حج وغیرہ آئیں گے ان نیکیوں کو ادا کرنے والوں کے متعلق ان سے گواہی لی جائے گی اگر ان کو ادا کرنے والا دین اسلام کا پکا اور سچا وفادار نکلا' تو یہ اعمال قبول ہوں گے ورنہ نہیں۔ بعد میں اسلام آئے گا اور کہے گا! اے رب تیرا نام سلام ہے اور میرا نام اسلام ہے' پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیری ہی وجہ سے لوگ آج پکڑے جائیں گے اور تیری ہی وجہ سے لوگ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

> دین اسلام نے ہی یہ تعلیم دی کہ نسل' خاندان اور قبیلے صرف پہچان کے لئے ہیں ورنہ سب انسان برابر ہیں۔

دینِ اسلام میں تبدیلی کا وبال :

شافعِ محشر' ساقیٔ کوثر' رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں روز محشر اپنی پیاسی امت کو سیراب کر رہا ہوں گا' خلفائے راشدین پلانے والے ہوں گے' میں جام بھر بھر کر دے رہا ہوں گا۔ تو ایک جماعت ایک گروہ ایک ٹولی میرے حوض کوثر پر پانی پینے کی غرض سے آرہی ہوگی۔ میں کہوں گا آؤ میں آپ کو پانی پلاؤں تو ثم یحال بینی وبینھم پھر میرے اور ان کے درمیان فرشتے حائل ہو جائیں گے' ان کو روک رہے ہوں گے' میں کہوں گا اصحابی اصحابی' یہ میرے ساتھی ہیں ان کو آنے دو۔ فرشتے کہیں گے "انک لاتدری ما احدثوا بعدک" آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین اسلام میں کیا کیا تبدیلیاں کی تھیں "فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی" پس ان کو بھگاؤ ان کو دور لے جاؤ' ان کو جہنم میں دھکیل دو۔ انہوں نے میرے بعد دین اسلام کا حلیہ بگاڑا تھا' دین اسلام میں کیا کیا تبدیلیاں کی تھیں۔ دین اسلام کے احکامات کو پس پشت ڈالا تھا۔

دینِ مساوات :

اسلام نے یہ تعلیم دی کہ نسل' خاندان اور قبیلے صرف پہچان کے لئے ہیں' ورنہ سب انسان برابر ہیں۔ اسلام نے مساوات کا جو سبق سکھایا اس کے عملی نمونے تاریخ میں محفوظ ہیں' جب ہمارا دین اسلام اتنی خصوصیات کا حامل ہے تو آیئے ہم یہ عہد کریں کہ ہم انفرادی و اجتماعی طور پر اس دین کی سربلندی کے لئے سعی و کوشش کرتے رہیں گے۔ اس کے لئے ہر تکلیف و مصیبت برداشت کریں گے' خود مٹ جائیں گے لیکن اسلام کو نہ مٹنے دیں گے' خود فنا ہو جائیں گے لیکن اسلام کو فنا نہ ہونے دیں گے' اسلام ہمارا اوڑھنا بچھونا ہوگا' ہماری زندگی بھی اسی پر گزرے گی اور ہماری موت بھی اسی پر آئے گی۔

اسلام کو بس اپنی ملت سمجھو
یگانہ روش کو اپنی ذلت سمجھو
جو اس کے خلاف رائے رکھے اکبر
خاموش رہو سمجھ کی قلت سمجھو

●●

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
آسمانوں کی زینت ستارے ہیں خواتین کی زینت زیورات
سنارا جیولرز
کھارادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر :

شان امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

اس دنیا کی رنگا رنگی اور جاہ و جلال کے پیش نظر عقل تقاضا کرتی ہے کہ جس شخصیت کو آدمیت کے لئے کامل نمونہ اور اسوۂ حسنہ ہونے کا اعلیٰ وارفع مقام حاصل ہو وہ کسی ایک طبقہ اور ایک گروہ ہی کے لئے اپنی زندگی میں راہنمائی کا سامان نہ رکھتی ہو بلکہ اس آفتاب سیرت کی کرنوں کی جگمگاہٹ اور ضیا پاشیاں ہر ایک کے لئے عام ہوں۔

وہ اگر انسانیت کی لاج ہے تو آدمیت کی بھی پہچان ہو ایمان کی جان ہے تو رحمت کی سراپا شان بھی ہو، وہ پستیوں کو بھی اس طرح جگمگا دے جس طرح بلندیوں کو، عالموں اور فاضلوں کے لئے بھی اس کے روشن کردار میں برہان رسالت ہو اور جاہلوں اور بدوؤں کے لئے بھی طمانیت قلب کا سامان مہیا کرے، وہ صرف بڑے بوڑھوں ہی کو متاثر نہ کرے بلکہ اس کی پاک زندگی میں نوجوانوں کے لئے بھی ایک بہترین نمونہ عمل ہو، وہ بادشاہ و گدا اور امیر و غریب کو یکساں مستفیض و مستفید فرمائے گویا کہ وہ ہر قسم کے اوصاف و کمالات سے آراستہ ہو تو اس نقطہ نظر سے اور اس ضابطہ کے تحت اگر امام الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو رب العالمین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اوصاف سے نوازا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم مقصد آفرینش اور باعث وجود کائنات ہیں دو عالم کی رونقیں، عظمتیں، رفعتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے قائم کائنات ہستی کا ظہور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم قدم سے ہوا ساری کائنات کی گل ریزیاں اور رعنائیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دم قدم کی مرہون منت ہیں کہنے والے نے سچ کہا ہے۔

یہ سب رعنائیاں تھیں اک وجود پاکؐ کی خاطر
یہ نقش آرائیں تھیں سید لولاکؐ کی خاطر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اتنے بلند مرتبہ پر فائز کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے قلب و جگر کو سکون آنکھوں کو ٹھنڈک خیالات کو بانکپن زبان کی حلاوت فکر و نظر کو جلا نگاہوں کو ضیا اور روح کو شفا ملتی ہے، مختصر یہ ہے حسن و جمال فضل و کمال عطا و نوا اور محبوبیت و خوبی کا جو ارفع و اعلیٰ درجہ اوج امتیاز کا جو نکتہ معراج تھا وہ سراپا جہاں آرائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں نمایاں تھا۔

آج سے چودہ سو برس پہلے عرب کی ویران وادی میں ایک بہار آئی تھی۔ بی بی آمنہ کے گھر کے آنگن میں ایک صدا بہار پھول کھلا تھا جس کی مہک سے ساری کائنات معطر ہو گئی، دلوں کے ظلمت کدے روشن ہو گئے، تھکی ماندی انسانیت کو شادمانی نصیب ہوئی، نسل آدم کا وقار بلند ہوا، شرف انسانی کو معراج نصیب ہوئی، عظمت انسانی کو سربلندی ملی، خاک کے ذروں کو حیات نو ملی، یہ آنے والی بہار اور اس میں کھلنے والا پھول حسن ازل کی تجلی خاص اور جان کائنات فخر موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی اور اگر امام الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس نہ ہوتی تو دنیا ایک سونے کا پنجرا ہوتی اور انسان محض قیدی۔ یہی وہ ادائے الٰہی ہے کہ جس نے انسان کو دنیا کے تنگ نالے سے نکال کر وسعتوں سے آشنا کیا، انسانیت کو اس کی کھوئی ہوئی سرداری دلائی اور گم گشتہ چین و سکون دلایا اور انسانیت پر لدے ہوئے بھاری بوجھوں کو اتارا، اس کے طوق و سلاسل کو جدا کیا، جو ظالم بادشاہوں اور نادان قانون سازوں نے ڈال رکھے تھے اور اگر مکہ کا یہ در یتیم نہ ہوتا تو انسانیت ان معانی و حقائق اخلاق و عقائد اور علوم و فضائل سے تہی دست ہوتی، جو اس کا سب سے قیمتی سرمایا اور اس کا سب سے بڑا حسن ہیں۔ اس کی بدولت دنیا نے ایمان کی اس لازوال دولت اور نعمت کو پایا۔ جسے لوگ ضائع کر چکے تھے، عالم نے اس صحیح علم کو پایا جو ظن و تخمین کے پردوں میں چھپ چکا تھا، وہ عزت دنیا کو دوبارہ ملی جو سرکشوں اور ظالموں کے ہاتھوں پامال ہو چکی تھی، تو عبداللہ کے اس محبوب لخت جگر نے تاریخ کے رخ کو بدل دیا، زندگی کے دھارے کو بدل دیا اور انسانوں کے ذہنوں پر لگے قفل کو کھول کر ایک نیا راستہ دکھایا، جس نے مکہ کے اس یتیم پر اعتماد کیا تو ان کے اعتماد نے ان کے دلوں کو یقین سے بھر دیا، ان کے عشق نے لاکھوں انسانوں کے سینوں کو عشق کی حرارت اور سوز سے گرم اور روشن کر دیا، ان کے اخلاق نے خونخوار دشمنوں کو جاں نثار اور لاکھوں حیوان صفت اور درندگی پر گامزن لوگوں کو حقیقی انسان بنا دیا، ان کی صحبت اور ان کے فیض و تاثیر نے خدا طلبی اور خدا ترسی اور احسان و [illegible] کا عام ذوق پیدا کر دیا اور ایسے بادشاہوں کو جو کشور ستانی اور ملک گیری اور عیش کوشی اور ناز و نعمت کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے ایسے درویش صفت اور زاہد سیرت بادشاہ پیدا کئے،

جنہوں نے زہد وایثار کا ایسا نمونہ پیش کیا جس کی نظیر تارک الدنیا درویشوں اور گوشہ نشین فقیروں کے یہاں بھی مشکل ہے مدرسہ نبوت نے اس دنیا میں ایسے صالح ترین افراد اور ایسا صالح ترین معاشرہ تیار کیا ہے کہ جس معاشرے کے پاس قلب کو بدلنے اور گرانے نفس کو جھکانے اور جمانے نیکی و پاکبازی کی محبت اور گناہ و بدی سے نفرت پیدا کرنے مال و زر ملک و سلطنت عزت و وجاہت اور ریاست و تفوق کی سحر انگیز ترغیبات کا مقابلہ کرنے کی طاقت پیدا کرنے کی صلاحیت ہے اور وہی افراد جو ان صلاحیتوں کے مالک ہوں دنیا کو ہلاکت سے اور تہذیب جدید کو تباہی سے بچا سکتے ہیں۔

بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہی اتنی بلند' اتنی باوقار' اتنی پاکیزہ' اور اتنی بے مثال ہے کہ کائنات میں کوئی زبان کوئی لغت ایسی نہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر پاک میں جلوہ فگن ہو جو ظاہراً و باطناً سیر تاپا مثال آپ تھا' جس جیسا نہ کوئی پیدا ہوا ہے نہ ہو گا اللہ جل شانہ کا جیسے اس کی الوہیت میں کوئی بھی شریک و سہیم شبہ و شبیہ مقابلہ و نظیر نہیں' اس طرح مخلوق و عبدیت کے کمالات و فضائل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہمسر و عدیل مقابل و برابر نہیں' آپ اپنی ذات و صفات اور محاسن و کمالات میں جامعیت کے اس فوز پر فائق ہیں جس سے آگے کوئی فوق و بلندی خوبی و کمال باقی نہیں رہتا حق کہا کہنے والے نے۔

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق ہر خوبی و محبوبی عزت و شرف قبولیت و رفعت سے نوازا اور دلربائی میں پوری مخلوق میں لاثانی و بے مثال بنا دیا کیا خوب کہا گیا ہے کہ:۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

بقول صدیقۃ الکبریٰ سیدتنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

فلو سمعوفی مصر اوصاف خده
لما بذلو فی سوم یوسف من نقد
لواحی زلیخا لو راین جبینۃ
لاثرن بقطع القلوب علی الایدی

ترجمہ: اگر مصر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک کے اوصاف سنے گئے ہوتے تو وہ یوسف علیہ السلام کی خریداری میں اپنی نقدی کو صرف نہ کرتے اور اگر زلیخا زندہ ہوتی اور مصر کی عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین اقدس دیکھی ہوتی تو وہ عورتیں ہاتھوں کے بجائے دلوں کے کاٹنے کو ترجیح دیتیں۔

سچ ہے:۔

تو ہے مجموعہ خوبی و سراپا جمال
کونسی تیری ادا دل کی طلب گار نہیں
تجھ سا نہ پایا کوئی چشم فلک نے
ناز کیا تیری آمد پہ مالک نے فلک نے

اللہ عزوجل نے ان جملہ محامد و محاسن کمالات و فضائل سے نواز کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کے مقام رفیع پر سرفراز فرمایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت میں ہدایت و نجات و فلاح دارین کو منحصر و مقید فرما دیا اب (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر قیامت تک) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات و صفات عقائد و دین اعمال و کردار اقوال و افعال اللہ پاک کا واحد پسندیدہ اور رضامندی کا راستہ وسیلہ اور نمونہ ہے اب نجات بھی ملے گا جہاں بھی ملے گا' جب بھی ملے گا' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ عالیہ کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے سے ملے گا کہ فیصلہ ربانی ہی یہی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو اپنالے گا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگ جائے گا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس کی زندگی میں رچ بس جائیں گے اور جو آپ کی منع کردہ باتوں و اعمال سے بچ جائے گا وہ خالق قدوس کی محبوبیت کے مقام پر فائز ہو جائے گا اور اللہ پاک کے کمال و اکرام محبت و کرم بخشش و عطا سے نواز دیا جائے گا اور دارین کے فوز و فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو جائے گا کیونکہ امام الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ایک مسلمان کے لئے سرمایہ افتخار اور سرمایہ حیات ہے۔

AL-ABDULLAH JEWELLERS
العبداللہ جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop NO. 86, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phon : 7512251

محمد سعید غازی، چکوال

دوسری قسط

خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اور اسلام کا استحکام

خلیفہ سوم امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین بن عفانؓ :

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت ہی سلیم الفطرت تھے' دور جاہلیت کی کسی برائی سے آپ کا دامن آلودہ نہ ہوا' شرم وحیا آپ کے اخلاق عالیہ کا طرۂ امتیاز تھی' جوان ہونے پر انہوں نے معززین قریش کی طرح پیشہ تجارت کو اپنایا اور اپنی صداقت و دیانت اور امانت و راست بازی کی بدولت حیثیت تاجر غیر معمولی شہرت پائی۔

حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں جناب عبد مناف پر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے' والدہ محترمہ کا نام اروی بنت کریز تھا' حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عمرو اور ابو عبداللہ مشہور ہے' آپ عام الفیل کے چھ سال بعد ۵۷۶ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں تقریباً چھ سال چھوٹے تھے' آپ کا شمار ان معدودے چند افراد میں ہوتا ہے جنہوں نے زمانہ جاہلیت ہی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا' چنانچہ آپ بھی کاتبان وحی ربانی میں شامل تھے' طبری کے بقول آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمد (سیکریٹری) کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ آپ نہایت ہی سلیم الفطرت تھے دور جاہلیت کی کسی برائی سے آپ کا دامن آلودہ نہ ہوا' شرم وحیا آپ کے اخلاق عالیہ کا طرۂ امتیاز تھی' امت مسلمہ میں کامل الحیاء والایمان کے الفاظ انہی کی شان میں استعمال کئے جاتے تھے' جوان ہونے پر انہوں نے معززین قریش کی طرح پیشہ تجارت کو اپنا اور اپنی صداقت و دیانت اور امانت و راستبازی کی بدولت حیثیت تاجر غیر معمولی شہرت پائی۔ وہ مکے کے معاشرے میں ایک ممتاز و معزز اور دولتمند شخصیت ہونے کے باعث عثمان غنی کے لقب سے پکارے جاتے تھے سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار السابقون الاولون' عشرہ مبشرہ اور ان چھ اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم میں ہوتا ہے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر راضی و خوش رہے۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آپ کے گہرے مراسم تھے اور انہیں کی تبلیغ و تحریک پر انہوں نے اسلام قبول کیا' آپ عمر بھر اپنی جان اور مال و دولت سے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں مصروف رہے۔ قبول اسلام کے بعد آپ نہ صرف اپنے چچا کی چیرہ دستیوں کا شکار ہوئے بلکہ کفار مکہ نے بھی انہیں اپنے مظالم کا ہدف بنایا' لیکن آپ کے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی اور کہا جو چاہو کر لو میں اس دین رحمت کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت سیدنا عثمان ذالنورین رضی اللہ عنہ سے کیا' حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دوبار ہجرت کی۔ حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا مال ہمیشہ اسلامی رفاہی کاموں میں صرف ہوتا تھا۔ خصوصاً غزوات کے موقع پر بہت کام آتا تھا' آپ نے مسلمانوں کے لئے میٹھے پانی کا کنواں تقریباً تیس ہزار درہم میں خریدا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس کار خیر پر جنت کی بشارت دی بعد میں آپ رضی اللہ عنہ نے اور بھی کنویں کھدوائے یعنی بیر عامر اور بیر اریس' مسجد نبوی کی توسیع کے لئے آپؓ نے قطعہ اراضی خرید کر دی۔ غزوہ تبوک قحط سالی کے زمانے میں پیش آیا اس موقع پر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بڑھ چڑھ کر مالی امداد فراہم کی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سامان رسد کے لئے ایک ہزار اونٹ' بہتر گھوڑے اور ایک ہزار دینار خدمت نبوی میں پیش کئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس خدمت پر اتنے خوش ہوئے کہ دیناروں کو ہاتھوں میں اچھالتے تھے' حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں دامے درمے قدمے سخنے حصہ لیا' غزوہ بدر میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی علالت کے پیش نظر شریک نہ ہوئے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوشخبری دی کہ انہیں جنگ بدر میں شریک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی طرح اجر اور مال غنیمت ملے گا۔ چنانچہ آپ کا اسم گرامی اصحاب بدر میں شامل تھا' غزوہ ذات الرقاع اور غزوہ بنی غطفان میں حضور نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: "اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ان کے یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیاہ دیتا۔" ایک دفعہ لوگوں نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سیدنا حضرت عثمان ذوالنورینؓ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ ایک ایسی شخصیت تھے' جنہیں ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کہہ کر پکارا گیا' کیونکہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کے خاوند تھے' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ ہجری میں آپ کو اہل مکہ کی طرف سے سفیر بنا کر بھیجا اس کے نتیجہ میں بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ کے واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بطحا مکہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ اور کوئی معزز ہوتا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جگہ اسے بھیجتے۔ کفار نے سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں روک لیا' پھر یہ افواہ پھیل گئی کہ وہ شہید ہو گئے ہیں۔ اس خبر سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام فکر مند ہوئے' آپ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جانبازی کی بیعت لی۔ اس کو تاریخ میں بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' اس موقع پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا: "یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔" حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین' سیدنا صدیق اکبر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشیر تھے اور فتویٰ نویسی بھی دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ انہیں کو تفویض تھی' آپ سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی مجلس شوریٰ کے ممتاز رکن تھے اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہتمام کا مرکز رہے۔

بہر حال حضرت عثمان ذوالنورین کا درجہ اور فضیلت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تسلیم شدہ تھی۔ نافع رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ' ابن عمر' رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں بات چیت کے دوران میں نام لیتے وقت یہ ترتیب اختیار کیا کرتے تھے: "سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ' سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اس سے ان حضرات کا درجہ فضیلت بسلسلہ خلافت مدِ نظر تھا۔

خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ:

حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد' داماد رسول' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی' کمسنوں میں سب سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر اسلام قبول کرنے والے تھے' آپ کے خاندان بنی ہاشم کو کعبہ کی تولیت کے باعث پورے عرب میں مذہبی سیادت حاصل تھی' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی چچا تھے لیکن جو تعلق خاطر آپ کو جناب ابو طالب سے تھا وہ کسی اور کے ساتھ نہ تھا' جناب عبدالمطلب کی وفات کے بعد جناب ابو طالب نے مشکل حالات میں بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پناہی کی' حضرت سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا سے خاص انس و محبت تھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن سے ہی سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے دامن رحمت میں لے لیا' اس طرح سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابتدا ہی سے آغوش نبوت میں پرورش پائی' اس کا اثر یہ ہوا کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام دی تو سب سے پہلے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم سے آپ زمانہ جاہلیت کی تمام آلودگیوں سے محفوظ رہے' قبول اسلام کے بعد سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تبلیغ اسلام کے تمام اجتماعات میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہتے تھے' مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اس وقت سے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مستقل زندگی شروع ہوئی' آپ تمام غزوات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے' آپ نے بہادری' شجاعت' اور جوانمردی کے سکے بٹھا دیئے' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل اور تجہیز و تکفین کی سعادت بھی آپ کو ملی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارتحال کے بعد آپ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے مشیر رہے' حضرت سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کہا کرتے: "اگر سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا۔" سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تین دن تک مسند خلافت خالی

رہی' مدینہ طیبہ میں قیامت کا شور بپا تھا ہر طرف باغی پھیلے ہوئے تھے' لیکن خلافت کا انتظام بہر حال ضروری تھا اس وقت اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی کی ذات ایسی تھی جس پر سب کو اتفاق ہو سکتا تھا۔ چنانچہ مہاجرین وانصار نے جن میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ خلیفہ کا انتخاب بہت ضروری ہے۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اشارہ سمجھ کر فرمایا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں' جسے تم منتخب کرو گے میں بھی اسی کو قبول کر لوں گا' انہوں نے عرض کی کہ آپ کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص اس کا مستحق نہیں ہے' اس لئے آپ کے علاوہ ہم کسی دوسرے کو منتخب نہیں کر سکتے۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پھر عذر کیا اور کہا کہ امیر ہونے کی بہ نسبت مجھے وزیر ہونا زیادہ پسند ہے آخر کار تمام مسلمانوں نے اجتماعی طور پر آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔ اس بیعت میں مدینہ منورہ کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شریک تھے۔ بیعت کے بعد ۳۵ھ میں آپ نے مسند خلافت سنبھالی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا سارا دور حکومت خانہ جنگیوں اور اندرونی جھگڑوں میں بسر ہوا ایک دن کے لئے بھی آپ کو ملکی نظم و نسق کے قیام اور بیرونی فتوحات کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ ملی۔ ان حالات کا لازمی نتیجہ تھا جن میں آپ کو منصب خلافت ملا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فطرتاً سلیم تھے آپ کی ذات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے خلق نبوی کا پیکر اور تعلیمات اسلامی کی تصویر تھی۔ آپ کے فضائل اخلاق میں سب سے نمایاں زہد و تقویٰ ہے آپ کی زندگی کا ہر پہلو زہد ہی کا مظہر تھا۔ زہد کے بارے میں آپ کا یہ حکیمانہ قول مشہور ہے کہ: "دنیا مردار ہے جو اسے حاصل کرنا چاہتا ہے اسے کتوں کی صحبت کے لئے تیار رہنا چاہئے۔" سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر غربت و امارت کے مختلف دور گزرے' لیکن کسی دور میں خرافات دنیوی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ زندگی نہایت سادہ تھی کوئی ملازم نہ تھا' گھر کا سارا کام حضرت سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ عبادت و ریاضت اس نوری جوڑے کی زندگیوں کا مشغلہ تھا۔ حضرت سیدہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: "علی قائم الیل اور صائم النہار تھے۔" سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ امین امت تھے' آپ نے نہایت ہی دیانت اور امانت سے مسلمانوں کی امانت بیت المال کی حفاظت فرمائی ہر طرح کی تکلیفیں اٹھاتے تھے لیکن اپنے حق سے زیادہ ایک حبہ بیت المال سے لینا حرام سمجھتے تھے' شجاعت آپ کا خاص وصف تھا غزوات میں آپ نے جس دلاوری و شجاعت کا مظاہرہ کیا وہ اسلام کی عسکری روایت و تاریخ کا سنہری باب ہے۔ زمانہ خلافت میں اکیلے بازاروں میں گھومتے' بھولے بھٹکوں کو راستہ بتاتے' کمزوروں ناتوانوں کی مدد کرتے' دکانداروں اور تاجروں کو عدل کے بارے میں قرآنی آیات پڑھ کر سناتے اور سمجھاتے' آپ عادلانہ فیصلہ صادر کرتے ایک ایک بات سے علم و حکمت کا اظہار ہوتا' دینداروں کی تعظیم کرتے اور غریبوں کو مقرب بناتے۔ احادیث کے مجموعے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب سے بھر پور ہیں' یہاں چند ایک مناقب کا ذکر کیا جاتا ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(سیدنا حضرت) علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے' علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؓ کے ساتھ ہے یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک حوض کوثر پر پہنچیں' علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت نفاق سے دوری ہے' اے اللہ! جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عزت کرے تو بھی اسے عزت دے' جو شخص سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے اس سے کہہ دو کہ جنت میں جانے کے لئے تیار ہے' اے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں تجھ سے ہوں اور تم مجھ سے ہو' میں مدینہ علم ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں' المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے رازوں کے امین ہیں' علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے علوم کا ظرف ہے' (سیدنا حضرت) علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مومنوں کے سردار ہیں۔"

●●

ASJ
ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS& ORDER SUPPLIERS
Shop No. 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone : 745543

اخبارِ ختمِ نبوّت

میانوالی میں توہین رسالت ﷺ کے دو مقدمات

بھکر (نمائندہ خصوصی) میانوالی میں دو مقدمات توہین رسالت ایڈیشنل سیشن جج افضال احمد کاظمی اور ایڈیشنل جج بشیر احمد بھٹی کی عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ پہلا مقدمہ ریاض احمد وغیرہ چار قادیانیوں کے خلاف ہے' یہ ریاض احمد وغیرہ چار کی قادیانی چک نمبر ۱۵-ڈی 'نزد ہر نولی کے ہیں۔ انہوں نے ۱۱/نومبر ۱۹۹۳ء کو عبداللہ نامی مسلمان سے بحث کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جس پر مقدمہ درج ہو کر ۲۱/نومبر ۱۹۹۳ء کو ۲۹۵-سی کے تحت چاروں ملزمان گرفتار ہوئے۔ سیشن عدالت اور ہائیکورٹ سے درخواست ضمانت خارج ہو کر جولائی ۱۹۹۸ء میں سپریم کورٹ نے ضمانت کی مقدمہ باقاعدہ شروع ہوا۔ گواہان مقدمہ کا بیان ہوا' ملزمان کی طرف سے صفائی کے بعد بحث وکلا ہونے والی کہ دو ملزمان قمر احمد اور بشارت احمد قادیانی بیرون ملک فرار ہو گئے۔ ضامن حضرات سے ضمانت طلب کر لی گئی ہے۔

دوسرا مقدمہ ۲۴/۱۰/۹۸ء منظور تھانہ واں بھچراں ہائی اسکول کا ایک بدبخت ایس ایس ٹی مجید کلو نے قرآن پاک کے پیریڈ کے دوران قیامت کے ذکر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نازیبا الفاظ استعمال کئے' جس سے پورے علاقے میں اشتعال پھیل گیا۔ ملزم کو ۲۹۵-سی کے تحت گرفتار کر کے حوالات بھیج دیا گیا۔ ایڈیشنل سیشن جج میانوالی کی عدالت میں کیس شہادت پر لگ چکا ہے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حکم پر دونوں مقدمات کی نگرانی ختم نبوت بھکر کے راہنما ڈاکٹر دین محمد فریدی کر رہے ہیں۔ جبکہ رانا محمد اسلم صاحب ایڈووکیٹ دونوں مقدمات کی پیروی میں معاونت کر رہے ہیں۔

○

بقیہ: مسلم پرسنل لاء

ہمارے نزدیک لارڈ نذیر احمد کے خطاب کا وہ حصہ سب سے زیادہ توجہ کا مستحق ہے جس میں انہوں نے برطانیہ میں مسلمانوں کے جداگانہ پرسنل لا کی بحالی کی تجویز پیش کی ہے اور کہا ہے کہ جس طرح برطانیہ نے برصغیر پاک و ہند' بنگلہ دیش پر تسلط کے دوران تمام شعبوں میں اپنے قوانین نافذ کرنے کے باوجود پرسنل لاء میں مسلمانوں کا جداگانہ حق تسلیم کیا تھا اور نکاح و طلاق وراثت میں مسلمانوں کو اپنے مذہبی احکام و قوانین پر عمل کا اس دور میں حق حاصل تھا' اسی طرح برطانیہ میں مسلمانوں کا پرسنل لاء میں جداگانہ تشخص بحال کرنے میں بھی کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے اور اگر مسلمان جماعتیں مشترکہ طور پر اس کے لئے محنت کریں تو مسلمانوں کے اس جائز حق کو قانونی ذرائع سے تسلیم کرایا جا سکتا ہے' ہم ان کالموں میں پہلے بھی اس مسئلہ پر عرض کر چکے ہیں کہ مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کو خاندانی نظام اور نئی نسل کے بارے میں جن مشکلات کا سامنا ہے ان کا حل صرف یہ ہے کہ وہ خاندانی نظام اور شخصی قوانین میں اپنے جداگانہ تشخص کو تسلیم کرانے کا راستہ اختیار کریں اور جداگانہ پرسنل لاء کا حق آئینی طور پر حاصل کریں کیونکہ یہی ایک صورت ہے جس کے ذریعہ وہ اپنی نئی نسل کو مغربی سوسائٹی میں مکمل طور پر ضم ہونے سے بچا سکتے ہیں اور اس سے قطع نظر یہ مسلمانوں کا دینی فریضہ بھی ہے کہ وہ نکاح و طلاق اور وراثت کے شرعی احکام پر عملدرآمد کے حق سے کسی صورت میں بھی دستبردار نہ ہوں کیونکہ یہ بھی اگر خدانخواستہ باقی نہ رہا تو پھر اسلام کے ساتھ ان کا تعلق ہی کیا رہ جائے گا؟

پاکیزگی اور ذائقے کا حسین سنگم...... خالص دیسی گھی سے تیار کردہ
شیر پنجاب سویٹس اینڈ بیکرز
برانچز: گھنٹہ گھر فون: ۲۲۴۴۰۳ 'سیٹلائٹ ٹاؤن فون: ۲۵۰۰۰۹' پیپلز کالونی
فون: ۲۷۵۰۰۲ 'جناح روڈ اسلامیہ کالج چوک فون: ۲۱۵۱۲۰ گوجرانوالہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

موت العالم‘ موت العالم کا مصداق ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ سمیت وفد کی ڈیرہ اسمٰعیل خان میں آمد‘ لواحقین سے تعزیت اور جانشین کی دستار بندی

ڈیرہ اسمٰعیل (نمائندہ خصوصی) شیخ الحدیث مولانا سراج الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کی وفات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری‘ جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی اور مجلس شوریٰ کے رکن ریاض احمد گنگوہی کی معیت میں ڈیرہ اسمٰعیل خان میں مولانا مرحوم کے تعزیتی جلسہ میں شریک ہوئے۔ جامعہ نعمانیہ کے مہتمم مولانا علاؤالدین اور لواحقین سے تعزیت کی‘ مولانا مرحوم کے سب سے بڑے بیٹے پروفیسر ڈاکٹر نجم الدین کی دستار بندی بھی مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سراج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاضل دیوبند تھے‘ بیعت کا تعلق حضرت احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے تھا‘ تقسیم پاک و ہند سے قبل جامعہ خیر المدارس میں پڑھاتے رہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی امارت کے دور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ فتنہ قادیانیت کے خلاف اور قومی اتحاد کے علاوہ دیگر دینی تحریکوں میں عملی جدوجہد میں ڈیرہ اسمٰعیل خان کے اندرون و بیرون جذبے اور ولولے سے شریک رہے۔ مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد کراچی اور دیگر سفروں میں ملتان سے گزر ہوتا تو سب سے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں تشریف لاتے۔ مولانا مرحوم کے بہت سے قریبی رشتہ دار ملتان شہر میں مقیم ہیں اور زیادہ تر اپنا وقت رفقائے مجلس کے ساتھ گزارتے ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا سراج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کے آخری ماہ و سال جامعہ نعمانیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں حدیث شریف کی بڑی کتب پڑھاتے ہوئے اور شب و روز ذکر اللہ میں گزارے۔ مولانا مرحوم کے پانچ بیٹے ہیں‘ پانچوں علوم دینیہ اور علوم مروجہ کے عالم فاضل ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر نجم الدین صاحب سمیت تین بیٹے‘ جامعہ نعمانیہ میں اسلامی کتب پڑھاتے ہیں اور گومل یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات میں بھی پڑھاتے ہیں مولانا مرحوم کے ایک بیٹے مولانا احمد علی سراج کویت کی ایک جامع مسجد کے خطیب ہیں اور ادارہ تحقیقات اسلامیہ کے اہم عہدے پر بھی فائز ہیں اور قاری خلیل احمد صاحب مدینہ منورہ میں مدرس ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کے درجات عالیہ کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆..................☆☆

ننکانہ صاحب میں قادیانیوں کی شرانگیزی اور اس کا سدباب

ننکانہ صاحب (نمائندہ خصوصی) گزشتہ دنوں ننکانہ صاحب کے محمود احمد بٹ قادیانی کی بارہ سالہ پوتی انتقال کر گئی‘ ننکانہ صاحب کے قادیانیوں نے رات کے اندھیرے میں مردے کو قریبی گاؤں کوٹ دیال داس میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا کوٹ سادھورام کے مجاہد ختم نبوت افتخار احمد کی اطلاع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کا ایک وفد حاجی عبدالحمید رحمانی اور شوکت علی شاہد کی قیادت میں اے سی اور ڈی ایس پی ننکانہ صاحب سے ملا اور انہیں تمام حالات وواقعات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ قادیانی جان بوجھ کر حالات خراب کرنے کے لئے قادیانی مردے کو کوٹ دیال داس میں دفن کیا گیا۔ وفد نے ایک درخواست بھی ڈی ایس پی ننکانہ کو پیش کی جس میں ملزموں کی گرفتاری اور قادیانی مردہ کو فوری طور پر مسلمانوں کے قبرستان سے نکالنے کا مطالبہ کیا۔

ڈی ایس پی ننکانہ اور ایس ایچ او تھانہ صدر نے فوری کارروائی کرتے ہوئے داؤد احمد‘ صادق بٹ‘ عبدالجبار اور شوکت علی قادیانیوں کو فوری طور پر گرفتار کرتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان سے قادیانی مردہ نکالنے کا حکم دیا۔ رات بارہ بجے ایس ایچ او تھانہ صدر نے حاجی عبدالحمید رحمانی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اطلاع دی کہ قادیانی مردہ مسلمانوں کے قبرستان سے نکال دیا گیا ہے۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ حاجی عبدالحمید رحمانی نے اپنے ایک بیان میں مقامی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا ہے کہ انہوں نے قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے مسلمانوں کے قبرستان کو قادیانی ناسور سے پاک کیا۔

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادیؐ لانبی بعدی

ختم نبوت کانفرنس

اٹھارویں سالانہ ۱۸

مسلم کالونی چناب نگر

۷-۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۶-۲۷ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ بروز جمعرات، جمعہ

زیر صدارت

مخدوم المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان

علماء، مشائخ

سیاسی قائدین

دانشور اور وکلاء

خطاب فرمائیں گے

فون نمبرز	ملتان	کراچی	لاہور	اسلام آباد	سرگودھا	گوجرانوالہ	فیصل آباد	چناب نگر	کوئٹہ	ٹنڈو آدم
	514122	7780337	5862404	829186	710474	215663	633522	212611	841995	71613

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان